

شام سفر کارنات

مارک ٹوین

# THE ADVENTURES OF TOM SAWYER

PDFBOOKSFREE.PK



Mark Twain

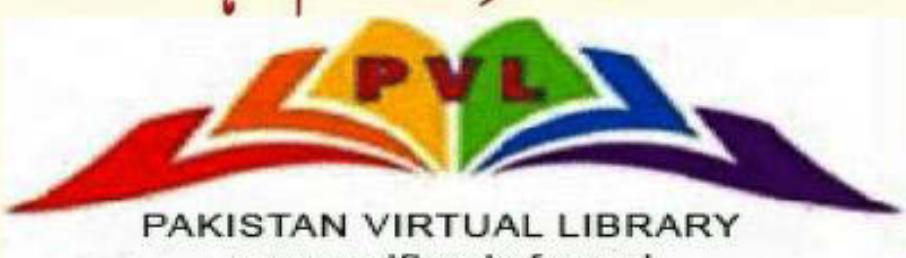
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

پاکستان ورچوئل لائبریری پر موجود تمام کتابیں  
قارئین کے مطالعے اور دعویٰ و اصلاحی مقاصد کے  
لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔

### تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر  
استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو  
تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی  
، قانونی و شرعاً جرم ہے۔



# نوہال ادب — آداب زندگی

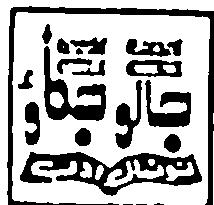
بچوں کے نئے دل چپ، غیر نصابی کتابیں جن کا مقصد بچوں میں مطالعے کی عادت پیدا کرنا ہے، زبان سلیس اور آسان، لہذاز بیان تکلفتہ۔ عمدہ طباعت اور رنگین سرورق۔ قیمت وہی ہے بچوں کی مناسب ترین تعلیم و تربیت ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کی علمی، سائنسی اور ثقافتی جدوجہد کا ایک جلی عنوان ہے۔ اس با مقصد اور با معنی جدوجہد میں ہمدرد بزم نوہال بھی شامل ہے اور مدینتہ الحکمہ میں ہمدرد پبلک اسکول بھی۔ آواز اخلاق بھی اور نوہال ادب بھی۔

بچے قوم کا سرمایہ ہیں۔ آج کے بچے ہی کل کے ذمہ دار شری بنتیں گے۔ ہمدرد کی تمنا ہے کہ کل جب ہمارے بچے بڑے ہوں تو آداب زندگی سے آراستہ ہوں۔

نوونہال ادبیہ - علمی قلمبندی شکر نیشنز ہدرو، نہایت پُر خلوص خدمت

# ٹائم سائنس کے کارنیجی

مصنف ————— مارک لوئن  
ترجمہ ————— تواریخ ناظمی



نوونہال ادب

ہمدرد فاؤنڈیشن پریس، کراچی

## مجلس ادارت

حکیم محمد سعید

مسعود احمد برکاتی — رفع الزماں زبیہ

ناشر : ہمدرد فاؤنڈیشن پریس

بمدرد سینٹر ناظم آباد

طبع : ٹیزن گرافکس

اشاعت : ۱۹۹۵

تعداد اشاعت : ۳۰۰

قیمت : ۱۵ روپے

حملہ تھوڑی محفوظ

نوئھاں ادب کی کتابیں "نفع، نقصان" کی بنیاد پر شائع کی جائیں۔

## جاگو جگاؤ

پُر امن اور سچا معاشرہ وہی ہوتا ہے جس کے افراد ایک دوسرے پر بھروسہ کرتے ہوں۔ جہاں کسی کو کسی کی نیت پر شہر نہ ہو، کسی کو کسی کے خلوص کے بارے میں کوئی بدگانی نہ ہو۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو نہ ستائے اور کسی کو کسی کی طرف سے کوئی خطرہ نہ ہو۔ ایسی فضائیں وقت ہی پیدا ہو سکتی ہے جب لوگ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے ان کے درمیان بدگانی پیدا ہو۔ بدگانی ایک ایسی اخلاقی بُرائی ہے جو نہ صرف افراد کو بلکہ پورے معاشرے کو تباہ کر ڈالتی ہے۔ ہر شخص اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھنے لگتا ہے۔ اس سے لوگوں کا سکون اور اطمینان جاتا رہتا ہے۔

قرآن پاک میں بدگانی کو گناہ کہا گیا ہے۔ رسول اللہ نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ بدگانی سے بچیں اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگے رہا کریں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جس انصاف کی بنیاد بدگانی پر ہو وہ انصاف نہیں۔

## ترتیب

۹	والپی	۱	بُرالٹ کا
۱۰	خزانے کی تلاش	۲	کام تفریح بن گیا
۱۱	نمبر دو کمال ہے؟	۳	ہکل بیری فین
۱۲	پک نک	۴	قبرستان میں
۱۳	اتوار کی صبح	۵	خوف
۱۴	غار میں	۶	جھوٹ سب جھوٹ
۱۵	بازیابی	۷	ٹام بھاگ
۱۶	مسنڈ گلس کے گھر	۸	گھر کی یاد

## بُرالٹ کا

”نام؟ خالہ پولی نے اوپنجی آواز سے پکارا۔  
کوئی جواب نہیں آیا۔“

”نام؟ خالہ پولی نے پھر آواز دی۔ لیکن پھر بھی انھیں کوئی جواب نہ ملا۔ یہ لڑکا کہاں ہے  
آخڑہ؟ خالہ پولی پریشان ہو گئیں پھر انھوں نے پہلے سے بھی زیادہ اوپنجی آواز میں پکارا: ”نام؟  
او، نام؟“

اس مرتبہ بھی اپنی پکار کا انھیں کوئی جواب نہ ملا۔ انھوں نے اپنی عینک اتاری اور گمرے میں  
چاروں طرف نظر دوڑای۔ پھر وہ کھلنے ہوئے دروازے میں جا کر کھڑی ہو گئیں اور باہر باغ میں دیکھنے  
لگیں۔ نام کہیں بھی نہ تھا۔

”نام۔ او نام؟ انھوں نے اوپنجی آواز میں پکارا۔ اسی وقت انھیں اپنے پیچھے کچھ شور سا سنائی  
دیا۔ وہ تیزی سے گھومیں۔ ایک چھوٹا سا لڑکا بھاگتا ہوا ان کے قریب سے گزرا۔ انھوں نے فوراً ہی  
اُسے پکڑ لیا۔

”اچھا۔ تو تم الماری میں چھپے ہوئے تھے؟ کیا کر رہے تھے تم وہاں؟“ انھوں نے سختی سے  
لڑکے سے پوچھا۔

”پچھے نہیں“

”پچھے نہیں؟ ذرا اپنے ہاتھوں اور مُنڈ کو تو دیکھو۔ یہ کیا لگا ہوا ہے ان پر؟“  
”معلوم نہیں خالہ“

”میں جانتی ہوں۔ یہ جام ہے میں تم سے کتنی ہی مرتبہ کہہ چکی ہوں کہ تم جام کو ہرگز ہاتھ نہ لگایا کرو مگر تم سُنْتے ہی نہیں۔ ادھر دو مجھے چھڑی“

خالہ پولی نے چھڑی ہاتھ میں لیتے ہوئے بلند کی۔ اب ٹام کی مرمت ہونے والی تھی۔

”ارے خالہ جان ذرا اپنے پچھے تو دیکھیے؟ وہ ایک دم چلا یا۔“

خالہ پولی ایک دم پچھے گھوم لیں۔ ٹام کے لیے آتی مہلت کافی تھی۔ وہ ایک دم کمزے سے نکل کر بھاگا اور خرگوش کی سی پھرتی کے ساتھ باع کی باڑ پھلانگ کر فوراً ہی نظروں سے اوچھل ہو گیا۔

خالہ پولی لمجھ بھر کے لیے تو ہنکا بکار دگئیں۔ پھر وہ ہنسنے لگیں۔

”کیا آفت کا پر کالہ ہے یہ لڑکا۔ یہ بہت ہی پاجی ہے۔ پکاشیطان ہے۔ یہ میرے ساتھ ایسی کئی چالاکیاں کر چکا ہے لیکن میں ابھی تک اُسے سمجھے نہیں پایا۔ آج تو یہ فرور اسکول سے غیر حاضر ہے گا۔ مگر میں اُسے چھوڑوں گی نہیں۔ میں کل اس سے خوب محنت کر داویں گی اور سزا بھی فرور دوں گی۔ ہفتے کے دن اس سے کام کروانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جب اس کے سب دوست جھٹی منار ہے ہوتے ہیں۔ اُسے کام کرنے سے متنی نفرت ہے اور کسی چیز سے نہیں۔ مگر اب میں ہرگز اس سے کوئی رعایت نہیں برتولی گی۔“ خالہ پولی نے اپنے آپ سے کہا۔ ٹام اُس دن اسکول نہ گیا اور ادھر ادھر گھوم پھر کر سیر و تفریخ کر تنا رہا۔ پھر وہ چھوٹے جھشی لڑکے جم کی مدد کرنے کے لیے وقت پر گھر پہنچ گیا اور اگلے دن کے لیے اس کے ساتھ مل کر لکڑیاں کاٹیں۔ یہ کام اس نے نہایت پُستی اور بے دلی سے کیا۔ اس کا سوتیلا بھائی

بیٹھ اپنے حصے کا کام مکمل کر چکا تھا۔ وہ ہر دم اُدم چانے والے شراتی ٹام کے مقابلے میں ایک خاموش اور سنجیدہ سالدار کا تھا۔

جب ٹام کھانا کھا رہا تھا اور موقع پاکر شکر بھی چوری کرتا جا رہا تھا تو خالہ پولی نے اس سے اس کی اُس دن کی مصروفیات کے بارے میں سوالات کرنے شروع کر دیے۔  
 «کیوں ٹام۔ آج اسکوں میں بہت گرمی تھی۔۔۔ ہے نا؟»  
 ”باں خالہ۔“

”آج کا دن یوں بھی بہت گرم ہے یہاں  
 ”باں خالہ؟“

”تمہارا دل کیا پیرا کی کونہ میں چاہ رہا ٹام؟“

ٹام کچھ بے چینی سی محسوس کرنے لگا۔ اس نے اپنی خالہ کی طرف دیکھا، مگر اُسے بیہ نہ معلوم ہوا کہ وہ اس طرح کے سوالات کیوں کرو رہی ہیں۔

”نہیں خالہ۔ اس وقت تو نہیں چاہ رہا۔“

خالہ پولی نے اس کی تیبیص اپنے ہاتھ سے چھوٹی اور کہا:

”تمہاری تیبیص بالکل خشک تو نہیں معلوم ہوتی یہ۔“

”میں نے اور میرے چند ساتھیوں نے نسلک کے نیچے اپنے سروں پر پانی ڈالا تھا۔ ذرا ہاتھ لگا کر دیکھیے، میرے باں ابھی تک گلے ہیں۔“  
 خالہ پولی کو اب غصہ آنے لگا تھا۔ کیوں کہ ٹام ابھی تک انھیں چکے دے رہا تھا۔ پھر انھیں ایک نیا خیال سو جھا۔

”ٹام۔ تم نے اپنا سربھگوتے ہوئے اپنی تیبیص کا کالر تو فروٹ اتار دیا ہو گا؟ ذرا اپنی جیکٹ تو آتا رو۔“

اب ٹام کے چہرے پر پریشانی جھلکنے لگی۔ اس نے اپنی جیکٹ اُتاری۔ اس کا کارس کی قیص کے ساتھ سلا ہوا تھا۔ خالہ پولی نے گھری سانس لی۔

”آہ یہ کالر۔ میرا خیال تھا کہ تم آج اسکوں نہیں گئے ہو گے بلکہ اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ ادھر ادھر گھومتے پھرتے اور دربائی میں تیرائی کرتے رہتے ہو گے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ایسا سمجھنے میں میں غلطی پڑھی ہیں۔“

لیکن سڈ کے پاس انہیں بتانے کے لیے دوسری بات تھی۔ اس نے کہا:

”آپ نے ٹام کے کالر کو سفید دھاگے سے سیاھا تھا۔ اب دیکھیں یہ کا لے دھاگے سے سلا ہو ہے ہی۔“

”ہاں ہاں میں نے سفید دھاگے سے ہی اس کا کالر سیاھا۔ ٹام۔“

لیکن ٹام باقی بات سُننے کے لیے وہاں رکا نہیں رہا، بلکہ بھاگ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ بھاگتے ہوئے وہ سڈ کو گھونسہ دکھاتے ہوئے بولا:

”میں انہیں اس چغل خوری کا مزدہ ضرور حکھاؤں گا سڈی۔“

ایک محفوظ جگہ پر جا کر ٹام نے اپنی جیکٹ کی جیب سے دو ٹری سویاں باہر نکالیں۔ ان میں سے ایک سوئی میں سفید دھاگا پڑا ہوا تھا اور دوسری سوئی میں سیاہ دھاگا۔

”اگر سڈ نے چغلی نہ لگائی ہوتی تو خالہ پولی کا دھیان کبھی اس طرف نہ جاتا وہ کبھی سفید دھاگا استعمال کرتی ہیں اور کبھی سیاہ۔ اگر وہ ایک بیارنگ کا دھاگا استعمال کیا کریں تو اتنی مصیبت نہ ہو۔“

شام کا وقت ہو رہا تھا۔ ٹام اپنی نئی سیٹی بجا تا ہوا لگی میں چلا جا رہا تھا۔ اس کی یہ نئی سیٹی بہت اچھی تھی۔ اس نے سیٹی بجانانا نیا نیا سیکھا تھا۔

پھر ایک دم ہی وہ سٹوچ بجاتے بجا تھے رک گیا۔ اس کے سامنے ایک عجیب سالا کا گھردا تھا۔ وہ قدیم اس سے لمبا تھا۔ اس چھوٹے سے غریب گاؤں مینٹ پیرز برگ میں نئے لوگ کبھی کھارہ ہی دکھائی دیتے تھے۔ وہ نیالڑا کا اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اس نے نکلائی بھی رنگار کھی تھی۔ نام اُسے گھورنے لگا۔ اُسے اس روکے کے کپڑوں کے مقابلے میں اپنے کپڑے بے حد میلے اور گندے سے محبوس ہو رہے تھے۔ وہ اُسے گھوڑتا رہا۔ وہ لڑکا بھی اُسے گھور رہا تھا۔ پھر ٹام بولا۔

”میں تمہاری پٹائی کر سکتا ہوں یہ“

۔ ”میں دیکھتا ہوں تم میری پٹائی کیسے کرتے ہو یہ“

”ضرور دیکھو۔ میں تمہاری اچھی طرح سے مرمت کرتا ہوں یہ“

”تم ایسا ہرگز نہیں کر سکو گے“

”کیوں نہیں کر سکوں گا؟“

”بس میں کہتا ہوں یہ“

”نہیں میں ضرور تمہاری پٹائی کروں گا“

”نہیں تم نہیں کر سکو گے“

نام نے کچھ نہ کہا اور خاموشی سے اُسے گھورنے لگا۔ وہ لڑکا بھی اُسے گھورنے لگا۔ پھر نام نے اس سے پوچھا۔

”تمہارا کیا نام ہے؟“

”اس سے تمہیں کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے یہ“

”کیوں نہیں ہونا چاہیے یہ؟“

”بس نہیں ہونا چاہیے یہ“

”یکوں؟ تم کیا اپنے آپ کو بڑا چالاک سمجھتے ہو؟ میں چاہوں تو صرف ایک ہاتھ سے بھیں مار مار کر تمہاری چٹپتی بنادوں ۔“

”ذرایسا کر کے تو دیکھو۔ میں بھی دیکھتا ہوں۔ تم تو مجھے خوف زدہ دکھائی دیتے ہو۔“

”نہیں میں بھلا خوف زدہ کیوں ہونے لگا؟“

”نہیں تم خوف زدہ ہو۔“

”نہیں میں ہرگز خوف زدہ نہیں ہوں۔“

”نہیں تم ہو۔“

ٹام نے اُسے کوئی جواب نہ دیا۔ دونوں رُڑکے ایک مرتبہ پھر ایک دوسرے کو گھورنے لگے اور گھورتے گھورتے دائرنے کی صورت میں چکر لگانے لگے۔ یونہی چکر لگاتے رکلتے ودکوڑے کے ڈھیر کی طرف پلے گئے اور گندگی میں ایک دوسرے سے گتھم گتھما ہو گئے اور ایک دوسرے کے بال نوچنے اور کپڑے پھاڑنے لگے۔ پھر ٹام اس نے رُڑکے کو زین پر گرا کر اس کے اوپر چڑھ دیا۔ اور اسے بے تحاشا گھونسے مارنے لگا۔ ”کھوں نے کافی مار کھالی ہے۔“ اس نے کہا۔

نیا رُڑکا اپنے آپ کو اس کے چینکل سے آزاد کرنے کی کوشش کرنے لگا وہ غصتے سے چیخ چلا رباتنا۔

”کھو۔ میں نے کافی مار کھالی ہے۔“ ٹام بدستور اُسے گھونسے مارتے ہوئے بولا۔ آخراں رُڑکے نے بڑی مشکل سے کہا۔

”بس۔ میں نے کافی مار کھالی ہے۔“

ٹام اُسے چھوڑ کر اٹھ گیا۔

”بس۔ تمہارے لیے اتنا ہی سبق کافی ہے۔ تم اب ہمیشہ یاد رکھو گے کہ کسی نے تمہاری اگٹائی پر تمہاری اچھی طرح مرمت کی تھی۔“

وہ لڑکا نہیں پر سے اٹھا اور اپنے کپڑے جھاڑتا ہوا ایک طرف چل دیا۔ وہ بار بار مژگوں نام کی طرف دیکھتا چاہ رہا تھا اور اُس سے دھمکیاں دیتا چاہ رہا تھا۔ پھر ٹام جب وہاں سے جانے کیلئے مڑا تو اس لڑکے نے پتھیچے سے اُسے ایک پتھر دے مارا جو ٹام کی کمر پر آ کر لگا۔ وہ اس لڑکے کے پتھیچے بھاگا۔ وہ لڑکا تیزی سے دوڑتا ہوا اپنے گھر میں گھس گیا۔ ٹام اس کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر اس کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ مگر وہ لڑکا گھر سے باہر نہ نکلا اور اپنی گھر کی میں کھڑا ہو کر اس کی طرف دیکھ دیکھ کر منہ چڑھاتا رہا۔ پھر اس کی مال باہر نکلی۔ اس نے ٹام کو خوب بُرا بھسلانکھا اور اُس سے حجم دیا کہ وہ فوراً وہاں سے چلا جائے۔

اُس رات ٹام خاصی دیر بعد گھر والیں پہنچا۔ جب وہ چُنکے سے کھڑکی کے راستے اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں اپنی خالدہ کو اپنا انتظار کرتے ہوئے پایا۔ انہوں نے اُسے اتنی دیر نک گھر سے باہر رہنے اور کپڑے خراب کر لینے پر بہت ڈانٹ ڈپٹ کی۔ پھر کہنے لگیں：“تمہاری سزا یہ ہے کہ ہفتے کے دن جب چھپٹی ہوتی ہے تم کام کرو گے۔“

ہفتے کی صبح مازنگ کی بائی اور ایک لمبے دستے والا بُرش لیے گھر سے باہر نکلا۔ اس نے باڑ پر نظر ڈالی اور ایک گھری سانس لی۔ وہ باڑ نو فیٹ اونچی اور تیس گز لمبی تھی۔ وہ اس وقت بہت ناخوش دکھائی دے رہا تھا۔ اُسے اپنا کام ایک بھاری بوجھ سا محسوس ہو رہا تھا، اس نے گھری سانس لی اور بُرش رنگ میں ڈبوئے ہوئے باڑ کے اوپری تنخے کو رنگنے لگا۔ اس تنخے کو رنگنے کے بعد وہ چیچھے ہٹ گیا اور باقی تنخوں کو دیکھنے لگا۔ اُسے ان کو بھی ابھی رنگنا تھا اور یہ کام اُسے بہت مشکل دکھائی دے رہا تھا۔

اسی وقت جم ایک بائی اٹھائے گھر سے نکل کر دوڑتا ہوا اس طرف آگیا۔ وہ کنویں پر پانی بھرنے جا رہا تھا۔ ٹام کو کنویں سے پانی بھر کر لانے کا کام دنیا میں سب سے زیادہ بُرا معلوم ہوتا تھا۔ مگر اب یہ کام ایک بہترین کام دکھائی دیا۔ کیوں کہ کنویں پر بہت سے لڑکے لڑکیاں قطار میں اپنی باری کے منتظر کھڑے ہوتے تھے اور ٹام کو معلوم تھا کہ اس طرح جم کو اپنی باری آنے پر پانی بھرنے میں ایک گھنٹہ لگ جایا کرتا تھا۔

"جم! ٹام نے اُسے آواز دی۔ "اگر تم میری جگہ یہ تھوڑے سے تنخے رنگ دو تو میں تمہاری جگہ پانی بھر کے لے آتا ہوں ॥

جم نے سر کو جنبش دی۔

”میں یہ کام نہیں کر سکتا ٹام۔ تھا ری فالہ نے دیکھ لیا تو وہ مجھے ماریں گی۔“  
”نہیں وہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گی۔ وہ کسی کو نہیں مارا کر تھا۔ وہ زبان کی سخت ضرورتیں  
لیکن ان کی باتیں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتیں۔ اگر تم میرا کام کرو تو میں تمہیں شیشے کی ایک

گیند دوں گا۔“

جم کی آنکھوں میں دل چپی کی چمک پیدا ہو گئی۔

”یہ سفید شیشے کی گیند ہے جم۔“

جم نے اپنی بالٹی زینا پر رکھ دی اور ٹام سے وہ گیند لے لی۔ پھر اچانک وہ اپنی باشی  
اٹھا کر کنوں کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ ٹام نے دانت پیسے ہوئے آہستہ سے بُرا بھلا کھا اور  
برش اٹھا کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ وہ کافی دیر تک باڑ کو زنگسار بنا۔ اُسے اب تھکا وٹ سی  
محسوس ہونے لگی تھی۔ اُسے وہ کھیل یاد آنے لگے تھے جن کا اُس نے اس دن پروگرام بنار کھا  
تھا۔ اُسے یہ خیال بھی تکلیف پہنچا رہا تھا کہ جلد، سی اُس کے ساتھیوں کو پتا چل جائے گا کہ اُسے  
کام پر لگا دیا گیا ہے اور وہ وہاں آکر اس کے اوپر منہنا اور اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیں گے۔  
پھر فوراً ہی اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔ اُس نے اپنا برش اٹھایا اور کام شروع کر دیا۔  
اسی وقت میں راجراں طرف شرک پر آنکلا۔ وہ سبب کھار بنا تھا اور بڑا اکٹا ہوا دکھائی دے  
رہا تھا۔ اُسے کسی بھری جہاز کا کپتان بننے کا بڑا شوق تھا۔ وہ دیسے بھی اپنے آپ کو ایک بھری  
جہاز کا کپتان ہی سمجھتا تھا اور ہر وقت یوں ادا کاری کیا کرتا تھا جیسے وہ کسی جہاز کے عرش  
پر کھڑا ہوا اور اپنے عملے کو ہدایات دے رہا ہو۔ وہ چلتے چلتے باڑ کے اس طرف آکر کھڑا ہو گیا  
جہاں ٹام برش سے تنختر نگئے میں مصروف تھا اور یوں بولنا شروع ہو گیا:

”روکو اُسے۔ والپی کیلے جہاز کا رُخ موڑو۔ دَائِیں طرف۔ دَائِیں طرف۔“ وہ اپنے بازوں

کو سر کے اوپر دائرے کی عورت میں گھمانے لگا۔ بس اب ٹھیک ہے۔ تھوڑا چکر دو۔ ہاں اب انہیں بند کر دو۔ ہاں اب سنگر گراؤ یہ

ٹام اس کی طرف توجہ دیے بغیر پہنچے کام میں مصروف رہا۔ میں راجرا نے دیکھتا ٹام نے اپنا بارش رکھ دیا اور تھوڑا سا پتھر پھینک کر رنگ کیے ہوئے تختوں کو الیسی تعریفی نظر دیں سے دیکھنے لگا جیسے کوئی مصتوہ اپنی بنائی ہوئی تصویر کو دیکھتا ہے۔ پھر اس نے ایک جگہ تھوڑا سا رنگ اور کیا اور پتھر پھینک کر اسے دیکھنے لگا۔ میں راجرا اس کے قریب آیا اور باٹکل پاس آگر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں سبب دیکھ کر ٹام کے منہ میں پانی بھرا آیا۔ لیکن وہ خاموشی سے اپنا کام کرتا رہا۔

”ہمیلو۔“ میں بولا۔ ”تم کام میں نہ ہو؟“

”ہمیلو میں۔ یہ تم ہو۔“ ٹام نے حیرت ظاہر کی۔ ”معاف کرنا میں نے تھیں نہیں دیکھا۔“ ”میں پیراگی کے لیے جا رہا ہو۔ کیا تم میرے ساتھ نہیں چل سکتے؟ ہاں تھیں اتنا بہت سا کام جو کرنا پڑے۔“

ٹام بدستور اپنا کام کرتا رہا۔ پھر بولا۔ ”یہ کام واقعی ٹام سائر کے شایانِ شان ہے۔“

”یعنی تم اُسے پسند کرتے ہو؟ عجیب بھی بات ہے۔“

ٹام کا بارش بدستور حرکت کرتا رہا۔

”ہاں کیوں؟ بھلا میں اس کام کو کیوں نہ پسند کروں؟ کسی لڑکے کو ایک بار پر رنگ کرنے کا موقع روز روز تو نہیں ملا کرنا یہ۔“

میں سب کھاتے کھلتے رُک گیا۔ ٹام تختوں کو زنگتا رہا اور ادھر ادھر رنگ کی دوسری تیسری تھے جملات رہا۔ میں اس کی ہر حرکت کو بہ غور دیکھتا رہا۔ اُسے ٹام کا کام بہت دلچسپ معلوم ہونے لگا تھا۔ پھر اس نے ٹام سے کہا۔

『نام۔ مجھے بھی تھوڑا سارنگ کر لفینے دو۔』

『 نہیں بین۔ خالہ پولی اُسے ہرگز پسند نہ کریں گی۔ یہ بارڈ گھر کے سامنے والی ہے اگر عقبی بارڈ بوقت تو میں اس پر زنگ کرنے کی اجازت دے دیتا۔ اس بارڈ کو انتہائی احتیاط سے اور اچھی طرح سے زنگ کرنے کی ضرورت ہے یہاں تکہ خالہ پولی مطمئن ہو سکیں۔ میرے خیال میں ہزار دو ہزار لڑکوں میں بھی کوئی لڑکا ایسا نہیں جو اس بارڈ پر الیسی عمدگی اور خوب صورتی کے ساتھ زنگ کر سکے۔』

『 واقعی ہے میں حیرت سے بولا۔』 نہیں میں یہ بات نہیں مانتا۔ لا اور برش مجھے دو میں تھیں دکھا دیتا ہوں کہیں کس عمدگی اور خوب صورتی کے ساتھ بارڈ کو زنگ سکتا ہوں؟ 』  
۔۔۔ 『 تم واقعی ایسا کر سکتے ہو بین۔』 نام بولا۔ یہ لیکن یاد رکھو اگر تم سے کوئی غلطی ہو گئی تو خالہ پولی سخت ناراض ہوں گی۔』

『 میں بہت احتیاط کے ساتھ اپنا کام کروں گا۔ لا اور تم برش مجھے دے دو۔ میں تھیں اپنے سبک کا ایک فکردا دیتا ہوں۔』  
『 لیکن خالہ پولی .....』

『 تم میرا پورا سبک لے لو۔』

نام نے اُسے برش دے دیا۔ جب تک میں راجر تھتوں پر زنگ کرتا اور دھیپ میں جلتا رہا نام ایک درخت کے سامنے میں بیٹھا منزے لے لے کر اس کا دیا ہوا سبک کھاتا رہا۔ اس دوران کئی دوسرے لڑکے بھی آکر بارڈ کے قریب کھڑے ہو گئے۔ نام انھیں بے وقوف بناتے اپنا کام نکلوانے کا منصوبہ بنانے لگا۔ چنانچہ جب میں راجر زنگ کرتے کہ تے تھک گیا تو اس نے برش اس سے لے کر بلی فشر کو دے دیا اور اس سے اس کی پتیگ لے لی۔ پھر جب فشر کام کرتے کرتے تھک گیا تو اس نے اس سے برش لے کر ایک اور لڑکے، جانی ملکر کو دے دیا اور اس سے وہ مردہ چوہا لے لیا جس کی دُم میں اُس نے دھاگا باندھ رکھا تھا۔

وقت گزرتا گیا۔ مام اس طرح لڑکوں کو بے وقوف بنانا کر ان سے باڑ کے تختوں پر رنگ کروتا رہا اور اس کے بدلتے ان سے مختلف چیزوں بٹوتا رہا۔ شام ہوتے ہوتے اس کے پاس ان چیزوں کا اچھا خاصاً ڈھیر جمع ہو گیا۔ اس ڈھیر میں بارہ کچنے، نیلے رنگ کے شیشے کا ایک ٹکڑا۔ ایک چابی، جس سے کوئی تالانہ کھل سکتا تھا۔ چاک کا ایک ٹکڑا، ایک چھوٹی سی بوتل، ایک ٹین کا سپاہی، چند مچھلیاں، چھے دیا سلاسیاں، ایک کانابنی کا بجیہ، ایک کٹتے کا پتہ، ایک چاقو کا وستہ۔ مالٹے کے چھے چھلنے اور اس کا ایک ٹکڑا شامل تھے۔ وہ دن اس نے بڑی مصروفیت میں گزارا تھا۔ وہ سارے دن بہت سے لڑکوں سے باتیں کرنا رہا تھا اور انھیں باڑ کو رنگنے کے بارے میں بدلیات دیتا رہا تھا۔ اب ساری باڑ رنگی باپلی تھی۔ اس پر تین مرتبہ رنگ پھیرا جا چکا تھا۔ اب وہ چا بتا تھا کہ اپنے دستوں کے ساتھ کھیلے کو دے اور کچھ سیر و تفریح کرے۔ وہ گھر کے اندر گیا۔ حالہ پولی بچھلے کمرے میں بیٹھی سوئٹر بن رہی تھیں۔

«حالہ کیا میں اب کھیلنے کے لیے چلا جاؤں؟» اس نے ان سے پوچھا۔

«کیا؟ آتنی جلدی؟ تم نے کتنا کام کر لیا ہے؟»

«میں نے کام ختم کر لیا ہے حالہ۔»

«جھوٹ مت بولو مام۔ مجھے جھوٹ سے نفرت ہے۔»

«حالہ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ میں نے واقعی سارا کام کر لیا ہے۔»

حالہ پولی نے اس کی بات کا لیقین نہ کیا اور باڑ دیکھنے کے لیے باہر نکل آئیں۔ جب انھوں نے ساری باڑاں سی عمدگی سے زنگی ہوئی دیکھی تو وہ حیران رہ گئیں۔

«ہوں، تو جب تھارا مودھو تم کام کر ہی لیا کرتے ہو؟» وہ بولیں۔ «ہاں اب تم کھیلنے کے لیے باہر جا سکتے ہو۔»

وہ ڈام کے کام سے آتنی نوش ہوئی تھیں کہ انھوں نے ایک سیب الماری سے نکال

کر اُسے دیا۔ ٹام سب لیے باہر بھاگ گیا۔ عقیلہ ہیوں پر اُس نے سڈ کو بیٹھے ہوتے دیکھا۔ اُس کے قریب ہی مٹی کے ڈھیلے پڑے تھے۔ ٹام نے مٹھیاں بھر کر وہ ڈھیلے سڈ کے سر پر گردادیے اور بارڈ پھلانگ کر گھر سے باہر بھاگ گیا۔ اب ودھت خوش تھا کیوں کہ اس نے بڑا کواں کی چغل خوری کی اچھی منزادے دی تھی۔

# ہکل بیری فن

اگلے دن ٹام کو سن ڈے اسکول میں حاضری دینی تھی اور گرجا میں پادری صاحب کا وعظ سُننے بھی جانا تھا۔ اُسے ان دونوں ہی باتوں سے شدید نفرت تھی۔ اسے اچھے کپڑے پہن کر گرجا جانا سخت نالپسند تھا اور اس دن اسکول میں اس کا تمام وقت لڑکیوں کے بال کھینچتے اور نہ شراریں کرنے میں گزنا تھا جس پر اُسے ماسٹر صاحب سے خوب سزا ملا کرتی تھی۔

سارٹھے دس بجے سب بچے قطار بنانکر گرجا میں داخل ہو گئے اور اپنے والدین کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ ٹام کو ایسے ماحول میں اپنا ذم گھٹتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ ان کی تقریروں کے دوران اس کا دھیان دوسرا بی باتوں میں لگا رہتا تھا۔

اس صبح وہ اپنے ساتھ ایک بڑا سایہ رنگ کا بھوزرا گرجا میں لے آیا تھا۔ اس نے اُسے ایک ڈبیا میں بند کر کے اپنی جیب میں رکھا ہوا تھا۔ پادری صاحب کا وعظ ایسا خشک اور غیر دلچسپ تھا کہ اُسے سنتے سنتے بہت سے لوگ اپنی کریبوں پر میٹھے میٹھے سو گئے تھے۔ ٹام نے ڈبیا اپنی جیب سے نکالی اور اس کا ڈھکنا کھول دیا۔ ڈھکنے کے کھلتے ہی بھوزرے نے اس کی انگلی پر کاٹ کھایا۔ ٹام نے ڈبیا دُور پھینک دی اور اپنی وہ انگلی فوراً ہی منہ میں ڈال لی۔ بھوزرا ڈبیا سے نکل کر میٹھے کے بل فرش پر گر پڑا اور اب سیدھا ہونے کے لیے ڈائیگس

چلا رہا تھا۔ نام اُسے دوبارہ ڈبایا میں بند کر دینا چاہتا تھا۔ مگر وہ اُس کی نشست سے کافی دور فرش پر پڑا تھا۔ نام کے ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کی نظر بھی بھونزے پر پڑ گئی تھی اور وہ سب اب اُسے دل چپی سے دیکھنے لگے تھے۔

پھر ایک چھوٹا سا کتے کا پیلا دوڑتا ہوا کر جا میں داخل ہو گیا۔ اس نے جب بھونزے کو دیکھا تو زور ہلاتے ہوئے اس کے گرد چکر کا ٹھنے لگا اور اس سے کچھ فاصلے پر رہتے ہوئے اُسے زور زور سے سو نگھنے لگا۔ پھر وہ اُس کے قریب آتا گیا اور اُس سے سو نگھنے ہوئے اُس کے گرد چکر کاٹا گیا۔ پھر اُس نے اپنی ناک بھونزے کے بالکل قریب کر دی اور اُسی وقت بھونزے نے اُسے کاٹ کھایا۔ کتے کے پیٹے نے ایک زور کی چیخ ماری اور زور زور سے اپنا سر جھٹکنے لگا۔ بھونزا اپنی جگہ سے اُڑ کر وہاں سے دو فٹ دوڑ اپنی پیٹھ کے بل جا کر گر گیا اور سیدھا ہونے کے لیے زور زور سے ٹانگیں چلانے لگا۔ یہ مضحكہ خیز نظارہ دیکھنے والوں نے اپنی منکراہٹ چھپانے کے لیے اپنے منگھ پر روہاں رکھ لیے۔ اب کتنے کا پیلا اپنے پنجوں کی مدد سے بھونزے پر حملہ آور ہو گیا۔ اس نے بھونزے پر خوب چھلانگیں لگائیں اور اپنے پنجوں سے اُسے خوب مارا۔ یہاں تک کہ بھونزا بے جان سا ہو گیا۔ کتے کے پیٹے نے اپنے پنجوں سے اُسے بہت ہلا جلا یا لیکن بھونزا شاید مر چکا تھا۔ اس پر کتنے کا پیلا اُسے چھوڑ کر ایک چیونٹی کے تعاقب میں روانہ ہو گیا، مگر جلد ہی وہ اس کھیل سے ہٹتا گی۔ اُس نے تھکاوٹ سے جماٹ لی اور بے دھیانی میں بے حس و حرکت پڑے ہوئے بھونزے کے اوپر بیٹھ گیا۔

دوسرے ہی لمحے اُس نے ایک زور دار چیخ بلند کی اور شدید تکلیف کے عالم ادھر ادھر دوڑنا شروع کر دیا۔ پھر اُس نے تیزی سے پادری صاحب کے سامنے سے گزرتے ہوئے کھڑکی سے باہر چلا گئی لگادی۔ اُس کی دکھ بھری چیخیں آہستہ آہستہ دوڑ ہوتی گیں۔

گرجا میں موجود سب لوگوں کے چہرے نہیں روکنے کی کوشش میں سُرخ ہو رہے تھے۔ پادری

صاحب بھی اپنی تقریر کرتے کرتے رک گئے تھے۔ پھر انہوں نے نیکی اور بدی کے موضوع پر دوبارہ تقریر شروع کر دی، مگر اب کسی کو ان کی اس تقریر میں دل چسپی نہیں رہی تھی۔

ٹام جب گر جا سے گھر واپس پہنچا تو وہ بڑا خوش تھا۔ صبح گر جا میں جو کچھ ہوا تھا اس پر ٹام کو بہت لطف آیا تھا۔ البتہ اس بات کا انہوں تھا کہ اس نے کہتے کے پیے کو اپنے بھوزے سے کھیل لیتے دیا اور بھوزابھی بعد میں مر گیا۔

پیر کی صبح کو ٹام کا مٹوڈ ہمیشہ بگدا ہوا ہوتا تھا۔ کیوں کہ اُس دن سے اسکوں کا نیا ہفتہ شروع ہوتا تھا۔ اس کا دل بستر سے اٹھنے کو نہ چاہ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش وہ اُس دن بیمار ہو جاتا۔ اس طرح اُسے اسکوں نہ جانا پڑتا لیکن یہ انہوں ہی کی بات تھی جو وہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔ پھر اپنے اسے ایک خیال سوچ گیا۔ اس کا اور پر کا ایک دانت ہل رہا تھا اور اس سے اُسے تکلیف تھی ہونی تھی۔ وہ دانت کی تکلیف سے چیخ چلا کر اپنے آپ کو بیمار بنانے کا وہ دن گھر پر گزار سکتا تھا لیکن پھر اُسے ایک بات یاد آگئی۔ اس نے اگر خالہ پولی سے دانت کی شکایت کی تو وہ ضرور اس کا یہ دانت نکال دیں گی اور اس طرح اُسے بہت زیادہ تکلیف سہنی پڑے گی۔ چنان پر اس نے فیصلہ کیا کہ اُسے بلتے ہوئے دانت کے بجائے دُکھتے ہوئے پاؤں کے انگوٹھے کی تکلیف کا بہانہ کر کے اسکوں جانے سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ چنان چہ وہ بستر پر لیٹے لیٹے زور زور سے بائے دائے کرنے اور کراہنے لگا۔ اس کے کراہنے اور بائے دائے کی آواز جب بلند سے بلند تر ہونے لگی تو مید جو اس کے ساتھ ہی اسی کمرے میں سویا کرتا تھا جاگ آئی۔ وہ اپنے بستر سے اٹھ کر ٹام کے بستر کے پاس آیا اور بولا:

”کیا بات ہے ٹام؟“

”اوڈ سڈ، مجھے باتھ مَت لگانا یہ“

”کیوں؟ بات کیا ہے؟ میں خالہ کو بلاتا ہوں؟“

”نہیں ایسا نہ کرو میں جلد ہی ٹھیک ہو جاؤں گا۔ تم کسی کو نہ بلاو۔“  
”تم بہت تکلیف میں دکھائی دیتے ہو مام۔ مجھے ضرور خالہ کو بلانا چاہیے۔“  
”میرا کہا سنا معاف کر دینا سڑ۔ میرا خیال ہے میں اب مر نے لگا ہوں۔“  
”نہیں ٹام، نہیں! تم نہیں مر دے گے۔ پلیز ٹام۔ تم ابھی نہ مرتا۔“  
”مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں سڑ۔ میں سب کو معاف کر رہا ہوں۔ سب کو چاہیے کہ  
مجھے معاف کر دیں۔“

سڈ فور اہری کمرے سے بھاگا اور تیزی سے پٹھیاں اُتر کر نیچے چاہنچا۔  
”خالہ پولی! خالہ پولی! وہ چلتا یا۔“ کہاں ہیں آپ! جلدی آتیے۔ ٹام مر رہا ہے!  
”فرہاہ ہے؟“

”ہاں ہاں! جلدی کجھے، خدا کے لیے جلدی سے اور آئیے!“  
”امتن نہ بنو۔ میں ہرگز اس بات کا یقین نہیں کر سکتی یہ خالہ پولی بولیں۔ لیکن پھر وہ تیزی سے  
پٹھیاں چڑھ کر اور جا چکیں۔ سڈ اور اس کی بہن میری بھی اس کے چیچھے یچھے اور آگئے خالہ  
پولی نے ٹام کے قریب پہنچ کر غور سے اُسے دیکھا۔

”کیا بات ہے ٹام؟ تم نے صبح ہی صبح سب کو کیوں پریشان کر دیا ہے؟“

”اوہ خالہ۔ یہ میرے پاؤں کا انگوٹھا ہے۔ شاید یہ مُردہ ہو چکا ہے۔“

”کیا حادثت ہے! اصرف اتنی سی بات کے لیے تم نے سب کو پریشان کر دیا۔ چلو نکلو بستر سے  
اور تیار ہو کر اسکوں جاؤ۔“

”لیکن خالہ پولی۔ میرے پاؤں کا انگوٹھا۔ اس میں اتنی تکلیف ہو رہی ہے کہ میں اپنے دانت  
کا درد بھول گیا ہوں۔“

”دانت بکیا ہوا ہے تھا رے دانت کو؟“

” یہ ہلتا ہے اور تکلیف دیتا ہے ”

” اچھا۔ ذرا اپنا منہ کھولو۔ میں دیکھتی ہوں یہ خالہ پولی نے کہا۔ ” ہاں بھارا یہ دانت و قسی ڈھیل پر لیا ہے۔ لیکن صرف اس وجہ سے تم ہرگز نہیں مرو گے۔ میری! جاؤ جاکر ریشمی دھاگہ لاؤ اور چولھے سے ایک کونٹہ بھی نکال لاؤ یہ

” اود خالہ پولی۔ اس دانت کو ہرگز نہ نکالیے ایسا ب بالکل ٹھیک ہے۔ اچھی خالہ اُسے رہنے دیجیے۔ مجھے اب کوئی تکلیف نہیں ہو رہی میں ابھی تیار ہو کر اسکول جاتا ہوں یہ

” اچھا! تو یہ تماشا تم نے اسکول جانے سے بچنے کے لیے کیا تھا تاکہ تم گھر پر رہو اور دریا پر مھیدان پکڑنے پلے جاؤ۔ تم بست بُرے لڑکے ہو ٹام ۔

اسی وقت میری دھاگا اور کونٹہ لیے اور پر آگئی۔ خالہ پولی نے ریشمی دھاگے کا ایک سیرا ٹام کے ڈھیلے دانت سے باندھا اور دوسرا سیرا پینگ کے پائے سے باندھ دیا۔ پھر وہ گرم کونٹہ بے کر اُسے ٹام کے منہ کے قریب لے گئیں۔ ٹام نے جلدی سے اپنا منہ چیخھے کیا اور ہلتا ہوا دانت فوراً ہی نُٹ کر باہر آگیا۔

پھر اس صبح جب ٹام اسکول جا رہا تھا تو اُسے راستے میں ہکل بیری فِن ملا۔ بک ایک آوارہ گرد لڑکا تھا۔ اس کی ماں مر چکی تھی اور اس کا باپ شرمند تھا۔ سب گاؤں والے اُس سے بے زار تھے۔ کیوں کہ وہ صست نکما اور ان پڑھ لڑکا تھا۔ وہ اپنے بچوں کو اس کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ٹام کو بھی خالہ پولی نے سختی سے منع کر کیا تھا کہ وہ ہرگز ہب کے ساتھ نہ کھیلا کرے۔ مگر ٹام کو وہ لڑکا اچھا لگتا تھا۔ اُسے دیکھتے ہوئے اس کے دل میں اکثر یہ خواہش پیدا ہوا کرتی تھی کہ کاش دہ بھی کبھی بک کی طرح آزادی اور بے نکری کی زندگی گزار سکے۔

ہکل بیری ہمیشہ پھٹے پڑنے کیڑے پھٹنے رہتا تھا جو اُس کے جسم پر پورے بھی نہ آتے تھے۔ اس کے سر پر ایک میلا کچیلا سا ہبٹ پاؤں میں پھٹے پڑنے جوتے ہوتے تھے۔ جب موسم اچھا ہتا

تھا تو وہ رات کو لوگوں کے گھروں کے دروازوں کے باہر سو جایا کرتا تھا۔ برسات کے موسم میں اس کی راتیں ایک نکڑی کے بڑے سے خالی بس میں بس رہوا کرتی تھیں۔ وہ نہ اسکوں جاتا تھا نہ گرجا۔ اس کا جب دل چاہتا تھا وہ دریا میں تیرنے اور محفلیاں پکڑنے چلا جاتا تھا۔ وہ ہر کام اپنی صرفی سے کرتا تھا۔ گاؤں کے روکے اس کی اس آزادی اور بنے فکری کی زندگی کو رشک بھری نظرؤں سے دیکھتے تھے۔

”ہمیلو بک یہ ٹام بولا

“ہمیلو ٹام ۔“

”یہ تمہارے ہاتھوں میں کیا ہے؟“

”مری ہوئی بُلی ۔“

”اچھا۔ تم اس کا بیکارو گے ۔“

”کیا کروں گا؟ تمہیں کیا معلوم نہیں مُردہ بُلی چیچپ کا بہترین علاج ہے ۔“

”اچھا؟ وہ کیسے؟“

”اس طرح کہ تم ایک مُردہ بُلی آدمی رات کے وقت قبرستان لے جاؤ اور کسی ایسے آدمی کی قبر تلاش کرو جو بت بُرا اور ظالم رہا ہو۔ آدمی رات کے وقت ایسے آدمی کی قبر پر شیطان آیا کرتے ہیں۔ تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے لیکن ان کے آنے پر ہوا کے تیزی سے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔ وہ تم فروشن سکو گے۔ جب وہ اس بُرے آدمی کی روح نکال کر اپنے ساتھ لے جانے لگیں تو تم مُردہ بُلی ان کی طرف پہنیک دینا اور کہنا۔ شیطان روح کا تعاقب کرتا ہے۔ بُلی شیطان کا تعاقب کرتی ہے۔ چیچپ بُلی کا تعاقب کرتی ہے۔ اب میں کسی کو بھی چیچپ سے نجات دلا سکتا ہوں ۔“

”کیا تم نے خود ایسی کوئی کوشش کی ہے بُک ہے؟ ٹام نے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ ترکیب مجھے اس بوڑھی آماں ہو گپنے نے بتائی ہے۔“

”پھر تو یہ ترکیب واقعی صحیح ہوگی۔ لوگ کہتے ہیں بُڑھی اماں ہو پنzer ایک جادوگرنی ہے۔ تم اس بُلی کو قبرستان کب لے جا رہے ہو ہوکھ؟“

”آج رات۔ میرا خیال ہے۔ آج شیطان ہوس دلیز کی روح اس کے جسم سے نکلنے کے لیے اس کی قبر پر آئیں گے۔“

”لیکن اُس سے ہفتے کو دفنا یا گیا تھا۔ کیا شیطان اب تک اس کی روح اس کے جسم سے نہ نکال پکھے ہوں گے؟“

”احمق نہ بنو۔ شیطان ہمیشہ آدھی رات کو قبرستان میں آیا کرتے ہیں اور اُس وقت اتوارِ تروع ہو چکا تھا۔ اتوار کے دن کوئی شیطان زین پر نہیں اُتر آکرتا یہ۔“

”اچھا! یہ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا میں بھی ضرور نکھارے ساتھ قبرستان چلوں گھا یہ۔“

”ضرور چلنا۔ تم ڈروگے تو نہیں؟“

”ہرگز نہیں۔ تم ایسا کرنا کہ رات کو میری کھڑکی کے نیچے آ کر بُلی کی آواز نکالنا میں سمجھ جاؤں گا کہ تم مجھے لینے آگئے ہو یہ۔“

”ٹھیک ہے۔ تم بُلی کی آواز سننے ہی جلدی سے آ جانا یہ۔“

”ٹھیک ہے بُک۔ میں جاگتا رہوں گا یہ۔“

یوں اس رات کی صبح کا منصوبہ اُپس میں طے کرنے کے بعد دونوں رُڑ کے ایک دوسرے سے جُدا ہو کر اپنے راستوں پر ہو لیے۔ ہکل بیڑی دریا کی طرف چل دیا اور ڈام اپنے اسکوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

## قبرستان میں

ٹام کو اسکول سے دیر ہو گئی تھی۔ اس نے کوشش کی کہ وہ ماسٹر صاحب کی نظروں میں آنے بغیر اپنی جگہ پر جان بیٹھے۔ لیکن ماسٹر صاحب نے اُسے دینکھ لیا۔  
”تمام سائز؟“ انہوں نے آواز دی۔

ٹام جانتا تھا کہ جب ماسٹر صاحب اس کا پورا نام لیتے تھے تو اس کا کیا مطلب ہوتا تھا۔  
”جی خاب یا۔“

”اڈھراو۔ تم اسکول دیر سے کیوں پہنچے ہو یا؟“  
”میں بکل بیری فن سے باتیں کرنے رک گیا تھا۔“ ٹام نے جواب دیا۔  
ماسٹر صاحب اُسے گھورنے لگے۔ ”کیا کہا تم نے یہ؟“

”میں بکل بیری سے باتیں کرنے رک گیا تھا ماسٹر صاحب۔ اس لیے مجھے دیر ہو گئی۔“ ٹام نے کہا۔

ماسٹر صاحب کو بہت ہی غصہ آیا۔ انہوں نے ٹام سے اس کی جیکٹ اتروائی اور اس کی خوب پٹائی کی۔

”اب جاؤ اور جا کر اپنی جگہ پر بیٹھو۔“ انہوں نے ٹام سے کہا۔

کلاس کے سب لڑکے اور لڑکیاں ٹام پر نہ رہے تھے۔ اس نے فاموٹی سے ان کے درمیان سے گزرتے ہوئے کلاس میں سب سے بچھے اپنی سیٹ بنھال لی۔ اس کے قریب کے ڈیسک پر جولڑ کی بیٹھی تھی۔ اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نفترت سے منہ بنایا اور دوسری طرف رُخ پھیر کر بیٹھنگئی۔ ٹام اپنی کتاب کھول کر اس کی سطروں پر نظریں دوڑانے لگا۔ پھر اُس نے اس لڑکی کی طرف دیکھنا۔ اس لڑکی نے بھی اس کی طرف دیکھا اور منہ چڑا دیا۔ ٹام اپنی کاپی نکال کر اس پر پچھے ڈرائیگ کرنے لگا۔ وہ لڑکی کچھ دیراُسے ڈرائیگ کرتے دیکھتی رہی۔ پھر وہ ٹام کے قریب سرک آئی۔

”تم کیا بنارہے ہو؟“ اس نے سرگوشی میں ٹام سے پوچھا۔

ٹام نے اُسے اپنی کاپی دکھائی۔ اس نے پسل سے ایک مکان کا ٹککے بنایا تھا۔

”یہ تم نے بڑی اچھی ڈرائیگ کی ہے یہ لڑکی بولی۔“ اس مکان میں ایک آدمی کی تصویر بھی بناؤ۔  
ٹام نے اس مکان میں ایک آدمی کی تصویر بھی بنادی۔

”یہ تصویر بہت اچھی ہے۔ وہ لڑکی بولی۔ کاش مجھے بھی تمہاری طرح ایسی اچھی تصویریں بنانی آتیں یہ۔“

”میں تھیں تصویریں بنانا سکتا ہوں۔“ ٹام بولا۔

”واتھی ہے کب یہ؟“

”کیا تم کھانا کھانے گھر جاتی ہو؟“

”بآں۔ اگر تم کھو گے تو میں میں رُک جاؤں گی۔“

”ٹھیک ہے۔ تمہارا نام کیا ہے؟“

”بیکی تھیپر۔ اور تمہارا؟ اود میں بھوول ہی گئی تم تھامس سائر ہو۔“

”مجھے پورے نام سے صرف اس وقت پکارا جاتا ہے جب میری شامت آنے والی ہوتی ہے،“

ورنہ میں بالعموم نام ہی کہلاتا ہوں۔ تم بھی مجھے نام ہی کہا کرو۔“  
”ٹھیک ہے۔“

ماسٹر صاحب نے ان دونوں کو آپس میں بآئیں کرتے دیکھ لیا تھا۔ اس لیے انہوں نے فوراً  
ہمی نام کو دہاں سے اٹھوا کر ایک دوسری سیٹ پر بٹھا دیا۔

پھر جب لمحہ نام ہوا تو نام نے اپنے وعدے کے مطابق بیکی کو تصویریں بنانا سکھا۔ شروع  
کر دیا۔ وہ اس چھوٹی سی لڑکی کو پسند کرنے لگا تھا۔ اُس نے اس سے وعدہ لے لیا کہ وہ اس کی ہر یہ  
بڑی بچی دوست رہے گی۔

جب رات کے سارے نوبتے تو خالہ پولی نے نام اور شید کو سونے کے لیے اُن کے  
کمرے میں بیٹھ گیا۔ انہوں نے اپنی دعا کی اور اپنے بستر دل پر جائی۔ شید تو فوراً ہمی سوکیا۔ البتہ  
نام جاگتا رہا اور بھل بیری کی آواز کا انتظار کرتا رہا۔ پھر جب گھر گئی نے دس بجاءے تو اس نے  
اپنے بستر سے اٹھ کر گھر گئی سے باہر جھانکا۔ باہر گھرا اندھیرا چھایا ہوا تھا اور بالکل خاموشی تھی۔ وہ  
اپنے بستر پر آگزید گیا اور بے چینی سے بکل بیری کی آواز کا انتظار کرنے لگا۔ وقت آہستہ آہستہ  
گزرتا رہا۔ یہاں تک کہ رات کے گیارہ نجح گئے۔ پھر اُس نے کچھ عجیب سے شور کی آواز سنی اس  
کے ساتھ ہی ایک گھر گئی کھلی اور کسی نے چلا کر کہا، ”بھاگ جائیا۔“ بھاگ جائیا سے بکم بخت بُلی ایسا شور چا  
ر کا ہے؟ اس کے ساتھ ہی کسی خالی بتوتل کے دیوار سے ڈگرا کر لٹھنے کی آواز آئی۔ نام اب پوری  
طرح سے جاگ اٹھا تھا۔ اس نے جلدی جلدی بہاس تبدیل کیا اور گھر گئی سے باہر نکل کر حفظ  
پر آگیا۔ وہاں دیے پاؤں چلتے ہوئے اُس نے لکڑی کے شید پر چلانگ لگائی۔ پھر شید پر  
سے زمین پر کوڈ گیا۔ وہاں ہکل بیری فن اپنی مری ہوئی بُلی کے ساتھ موجود تھا۔ وہ دونوں فوراً ہی  
وہاں سے چل پڑے اور تاریکی میں گم ہو گئے۔ قبرستان پہنچنے پہنچنے انھیں آدھ کھٹک لگ گیا۔

قبرستان آبادی سے ڈریہ میں دُور ایک ٹیکے پر واقع تھا۔ قبرستان کے چاروں طرف لگے درختوں کی شاخیں تیز ہوا سے لہر رہی تھیں۔ پتوں میں سے گزرنے والی ہوا کی سرسر اہم ٹام کو بہت پُراسراری لگ رہی تھی۔ جیسے مرے ہوتے لوگوں کی روٹیں یوں جگائے جانے پر فریاد کر رہی ہوں۔ قبرستان میں گھومتے پھرتے لوگوں نے نازہ بنی ہموئی قبر تلاش کر لی۔ وہ اس قبر کے قریب درختوں کے تیچھے چھپ گئے اور سانس روکے انتظار کرنے لگے۔ وقت آہستہ آہستہ گزتا گزتا گیا۔ پھر ایک اُتوکی تیز آواز نے خاموشی کا پردہ چاک کر دیا۔ ٹام نے کہا۔

”ہک۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ مردہ لوگ ہمارا یہاں آنا پسند کر رہے ہوں گے؟“  
”معلوم نہیں۔“ ہلک بیری نے جواب دیا۔ یہاں کی خاموشی مجھے خوف زدہ کر رہی ہے۔  
”مجھے بھی۔“ ٹام نے کہا اور ایک دم ہلک بیری کا بازو پکڑا۔

”کیا بات ہے ٹام؟ ہلک بیری ٹام سے چٹ گیا۔

”شش۔ یہ آواز کیسی ہے؟“

”ادھ! وہ ہماری طرف آرہے ہیں۔ اب ہم کیا کریں؟“

”میں کچھ نہیں جانتا۔ تمہارا کیا خیال ہے وہ ہمیں دیکھ لیں گے؟“

”میں نے سنا ہے کہ شیطان رات کی تاریکی میں بلیوں کی طرح دیکھ سکتے ہیں۔ کاش میں بیان نہ آتا۔“  
”ڈروٹیں۔ میرا خیال ہے وہ ہمیں کچھ نہیں کیسی گے کیوں کہ ہم انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا رہے۔ اگر ہم چھپ چاپ بیٹھے رہیں تو شاید وہ ہماری طرف کوئی توجہ نہ دیں۔“

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔ لیکن میرے جسم کی کچھ پاہٹ ختم نہیں ہو رہی۔“

”شش۔ ذرا سُن تو۔“

دونوں لڑکے سر جوڑے نیچے جھک گئے۔ انہوں نے اپنی سانیس روک لی تھیں۔ انھیں قبرستان کے ایک دُور کے حصے سے کچھ آوازیں سُنائی دے رہی تھیں۔

ذرا دمکھو تو سی۔ وہ کیا ہے؟ ٹام نے سرگوشی کی۔

یہ شیطان کی لائیں کی روشنی ہے۔ اُف کتنی خوفناک ہے یہ؟

پھر ان کے سامنے تاریکی سے کچھ لوگ نمودار ہوئے اور ان کی طرف آنے لگے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں لائیں تھیں۔

” یہ واقعی شیطان ہی ہیں یہ مکل بیری کی پکاری ہوئی آوازیں بولا۔ یہ تین شیطان ٹام تمہیں کیا کوئی دعا آتی ہے؟“

” ہاں۔ لیکن ڈرونہیں۔ وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔“

بیشش۔ خاموش؟

” کیا بات ہے؟“

” یہ انسان ہیں۔ میں مف پاڑ کی آواز خوب پہچانتا ہوں یہ۔“

” نہیں۔ یہ بجلہ کیسے ہو سکتا ہے؟“

” تم خود ہی دیکھ لینا۔ ہاں ہو جلومت! یہ جو سب سے آگے ہے وہ مف پاڑ ہے۔ روز کی طرح اس نے آج بھی خوب شراب پی رکھی ہے۔“

” اچھا! ہاں تم نے ٹھیک کہا۔ یہ مف پاڑ ہی ہے اور اس کے پیچے آنے والا آدمی انہیں جو ہے۔“

وہ تین آدمی تھے۔ وہ اب قبر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ ان کے اور اس جگہ کے درمیان جان

یہ دونوں لڑکے پیچے ہوئے تھے۔ چند ہی فٹ کا فاصلہ تھا۔

” یہ رہی وہ قبر!“ لائیں والے آدمی نے کہا۔ لائیں کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ یہ نوجوان ڈاکٹر ابن سن تھا۔

مف پاڑ اور انہیں جو رسیوں کی مدد سے ایک ٹھیلے کو کھینچ رہے تھے جس پر دو بیچے رکھے تھے۔ انہوں نے قبر کے پاس پہنچ کر ٹھیلے روکا اور نیچے اٹھا کر قبر کھونے لگے۔ ڈاکٹرنے لائیں

قبر کے سر پانے رکھ دی اور درخت کی طرف پُشت کر کے بیٹھ گیا۔ وہ اتنا قریب تھا کہ ڈام اور میک ہاتھ بڑھا کر اُسے چھو سکتے تھے۔

«جلدی کرو۔ اس نے کہا۔ «چاند نکلنے ہی والا ہے۔»

پچھے دیر تک پلچول سے مٹی کھو دے جانے کی آواز آتی رہی۔ پھر ایک سیچے تابوت سے ٹکرایا۔ دونوں آدمیوں نے جلدی جلدی اس پر سے مٹی ہٹائی اور اُسے قبر سے باہر کھینچ لیا۔ انہوں نے اس کے اوپر کا تختہ ٹھایا اور اس میں سے لاش نکال کر زمین پر رکھ دی۔ پھر انہوں نے ٹھیلے کو پکھا اور آگے لا کر کھڑا کیا اور لاش اس میں رکھ دی۔ پھر اس پر کمبل وغیرہ ڈال دیے اور اُسے رسیتوں کی مدد سے باندھ دیا۔ پاٹر نے ایک بڑا سا چاقونکال کر فال تو رتیاں کاٹ دیں۔ پھر اس نے کہا:

«ڈاکٹر، تم ہمیں پانچ پانچ ڈالا اور دو، ورنہ ہم اس ٹھیلے کو یہاں سے نہیں لے جائیں گے۔»  
«تمہارا کیا مطلب ہے؟ ڈاکٹر بولا۔» تم دونوں نے یہ کام کرنے سے پہلے جواناً معاوضہ ملے کیا تھا وہ میں نے تھیں ادا کر دیا ہے۔»

«باں۔ ابھن جو بولا۔» لیکن تمہیں اس سے کچھ زیادہ ہی مجھے دینا ہے۔ تمہیں یاد ہی ہو گا کہ پانچ سال پہلے میں ایک دن تمہارے گھر کھانے کے لیے کوئی چیز مانگنے آیا تھا اور تم نے مجھے کُستے کی طرح دُستکارتے ہوئے گھر سے باہر نکال دیا تھا۔ تم نے کہا تھا میں چور ہوں اور تمہارے گھر سے کچھ چُرانے آیا ہوں۔ اس وقت میں نے قسم کھائی تھی کہ میں تم سے اس کا بدلہ ضرور لوں گا۔ تم نے اور تمہارے باپ نے مجھے جیل بھجوادیا تھا۔ تمہارا کیا خیال ہے میں یہ واقعہ بھول چکا ہوں؟ اب تمہیں اس ظلم کا مزہ پکھانے کا وقت آگیا ہے۔»

ڈاکٹر نے ابھن جو کو ایک گھونسار سید کیا۔ وہ زمین پر گر گیا۔ پاٹر نے اپنے ہاتھ سے چاقو گرا دیا اور چلایا۔ «رُک جاؤ ڈاکٹر! اُسے مت مارو!» اس کے ساتھ ہی وہ ڈاکٹر سے لپٹ پڑا۔ دونوں

میں گھٹت گھتا ہونے لگی۔ انہن جو اچیل کر زمین پر سے اٹھ گیا۔ اس نے پاڑ کا چاقو اٹھایا اور آگے بڑھتے ہوئے موقع تلاش کرنے لگا کہ کسی طرح وہ چاقو ڈاکٹر کی پیٹھ میں غصونپ دے۔ پھر ایک دم وہ ڈاکٹر سے الگ ہو گیا۔ اس نے قریب پڑا ہوا لکڑی کا ایک ڈندہ اٹھایا اور اُسے پاڑ کے سر پر رسید کر دیا۔ پاڑ زمین پر گر گیا۔ اسی وقت انہن جونے اپنا موقع دیکھ لیا۔ اس نے چاقو نوجوان ڈاکٹر کے سینے میں گھصونپ دیا۔ ڈاکٹر کے سینے سے خون کا فوارہ اُبلی پڑا۔ وہ بے جان ہو کر پاڑ پر گر گیا۔ اسی وقت بادلوں نے چاند کو چھپایا اور تاریکی نے وہ بھیانک نظارہ بادلوں کی نظریوں سے اوچیل کر دیا۔ وہ اپنی جگہ سے مڑ کر شدید خوف زدگی کے عالم میں قبرستان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

پھر جب چاند بادلوں کے پردے سے نکلا تو انہن جو دونوں آدمیوں کے قریب کھڑا تھا۔ ڈاکٹر اس وقت اکھڑی اکھڑی سانسیں لے رہا تھا۔ پھر ایک لمبی سانس کے ساتھ اس کا جسم ساکت ہو گیا۔ انہن جونے اس کے کپڑوں کی تلاشی لے کر اس کی ہر چیز اپنی جیب میں ڈال لی۔ پھر اس نے چاقو بے ہوش پاڑ کے ہاتھ میں تھما دیا اور کھلے ہوئے تابوت پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد پاڑ کو ہوش آنا شروع ہو گیا۔ اس کے ہاتھ نے چاقو کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ اس نے وہ چاقو اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر اُسے غور سے دیکھا اور اُسے نیچے گرا دیا۔ پھر وہ ڈاکٹر کی لاش لپٹنے اور پر سے دھکیلے ہوئے اُنکر کر بیٹھ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ بھر اس نے انہن جو کو دیکھا۔

”کیا ہوا تھا جو ؟ اُس نے پوچھا۔

”جو کچھ ہوا ہے۔ بہت ہی بُرا ہوا ہے۔ ” جونے کہا۔

” تم نے ڈاکٹر کو کیوں قتل کر دیا ؟ ”

” میں نے اسے ہرگز قتل نہیں کیا ۔ ” پاڑ بُری طرح سے کپکیا نے لگا۔ اس کا زنگ دم پیلا پڑ گیا۔ آہ ! مجھے آج رات ہرگز شراب نہیں میں چاہیے تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سب

کیوں کر ہوگیا۔ میں نے کیسے ڈاکٹر کو قتل کر دیا۔ میں تو ہرگز اُسے قتل نہ کرنا چاہتا تھا۔ مجھے بتاؤ جو کیا  
واقعی میں نے اُسے قتل کیا ہے؟ یہ سب کیسے ہوگیا؟ آہ بکتنا بھی انکہ ہے یہ سب کچھ؟

”تم دونوں آپس میں لڑ رہے تھے“ جونے کہا۔ اُس نے اس لکڑی کے ڈنڈے سے  
تھارے سر پر چوٹ لگای۔ جس پر تم زمین پر گر گئے۔ پھر تم زمین سے اٹھے اور اپنا چاقو لے کر ڈاکٹر  
پر حملہ آور ہو گئے اور اُس کے سینے میں آثار دیا۔ اسی وقت اُس نے اپنے ڈنڈے سے پھر تم  
پر حملہ کیا تھا۔ تم زمین پر گر گئے۔ اس کے ساتھ ہن وہ بھی تم پر آگرا۔“

”اوہ میں نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کر رہا تھا۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کو قتل کرنے کے  
ارادے سے چاقو نہیں نکالا۔ میں لوگوں سے بے شک لڑتا رہا ہوں لیکن چاقو میں نے کبھی کسی لڑائی میں  
استعمال نہیں کیا۔ جو تم وعدہ کرو۔ تم کسی کو کچھ نہ بتاؤ گے۔ تم میرے دوست ہو۔“ پاڑ گھٹنوں کے  
بل انہن جو کے سامنے جھنک گیا اور اُس کے پا تھد لپنے ہاتھوں میں لے لیے۔

”میں وعدہ کرتا ہوں مف پاڑ کے کسی کو اس قتل کے بارے میں کچھ نہ بتاؤں گا۔ تم میرے  
بھتریں دوست رہے ہو۔“ انہن جو بولا۔

”آہ جو! تم فرشتہ ہو۔ میں تھارا یہ احسان عمر بھرن بھولوں گا“ پاڑ کی آواز بھڑاگئی۔ اس  
کی آنکھوں میں آنسو بھرائے تھے۔

”بس ٹھیک ہے۔ روئیں۔ یہ وقت رونے کا نہیں۔ جو بولا۔“ میں اب اپنے راستے  
جاتا ہوں۔ تم اپنے راستے پلے جاؤ۔ اُنھوں جلدی کرو۔ صبح ہونے، ہی والی ہے۔“  
مف پاڑ جلدی سے زمین پر سے اٹھ گیا اور بھاگتا ہوا قبرستان سے باہر نکل گیا۔  
انہن جو اُسے دیکھتا رہا۔

”شرابی کیں کا! اپنا چاقو وہ میں چھوڑ گیا ہے۔ اب خاصی دور جانے کے بعد اُسے جب  
اپنا چاقو بیاد آئے گا تو وہ اُسے یہاں سے اٹھانے والیں آتے۔ لیکن وہ اتنا خوف زدہ ہو گا کہ

اُسے دوبارہ قبرستان میں داخل ہونے کی نہیت نہ ہوگی۔ بزردل کیس کا ”انجمن جونے اپنے آپ سے کھا اور قبرستان سے نکل کر ایک طرف روانہ ہوگیا۔ ڈاکٹر رابن سن کی لاش، کمبل میں پیشی ہوئی لاش، بتاوت اور کھلی ہوئی تبرچا ند کی روشنی میں پڑی رہ گئی۔

## خوف

دونوں لڑکے گاؤں کی طرف بھاگ اٹھے۔ وہ بھاگتے بھاگتے بار بار مژاڑ کر پیچھے دیکھتے تھے کہ کہیں کوئی ان کا تعاقب تو نہیں کر رہا۔ یوں ہی دوڑتے دوڑتے وہ ایک پُرانے سے تو نئے پھوٹے مکان کے قریب جا پہنچے۔ اس مکان کا دروازہ غائب تھا۔ وہ سیدھے اندر گھس گئے اور فرش پر گر گئے۔

”تمہارا بھائی خیال ہے ہے۔ اب کیا ہو گا؟“ ٹام نے سرگوشی میں پوچھا۔

”اگر ڈاکٹر رابن سن مر گیا ہے تو اس کے قتل کے اذام میں کسی کو پہاٹشی کی مزا فرومل جائے گی؟“ ہے نے جواب دیا۔

”کیا واقعی ہے؟“

”ہاں ٹام تھا۔“

ٹام نے ایک منٹ کے لیے کچھ سوچا۔ پھر بولا۔ ”لیکن کون بتاتے گا ہے کیا ہم؟“ ”یقیناً نہیں۔ لیکن اگر آج بن جو کوہمارے بارے میں معلوم ہو گیا تو وہ ضرور ہمیں قتل کرنے کی کوشش کرے گا۔“

”میرا بھی یہی خیال ہے ہے۔“

”میرے خیال میں مف پاڑا اگر بے وقوف ہوا تو وہ سی بتا دے گا“  
ٹام کچھ نہ بولا۔ وہ کچھ سورج رپا تھا پھر اس نے کہا۔

”یک۔ مف پاڑا اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ وہ بھی تو وہاں موجود تھا۔ تھا کہ نہیں ہے“  
”ہاں۔ لیکن جب انہیں جو نے چاقو سے ڈاکڑ پر حملہ کیا تو مف پاڑ کو سر پر ضرب لیتھی اور  
وہ زمین پر گر گیا تھا۔“

”ہاں یہ تو ہے ٹام۔“

”تمہارے خیال میں کیا سر پر لگنے والی ضرب نے اُسے ہلاک نہ کر دیا ہو گا یہ۔“

”نہیں۔ میرے خیال میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ ضرب اتنی شدید نہیں تھی۔“

دونوں تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ پھر ٹام بولایا۔

”یک۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے جو کچھ دیکھا ہے اس کے بارے میں خاموش رہو گے؟“

”ہمارے لیے اس بارے میں خاموش رہنا ہی بہتر ہے ٹام۔ انہیں جو کو اگر سچانسی نہ ہوئی تو وہ  
ہمارے پیچھے پڑ جائے گا اور ہمیں قتل کر کے ہی چھوڑے گا۔ آؤ ہم ایک دوسرے کے سامنے قسم  
کھائیں کہ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے اس کے بارے میں بالکل خاموش رہیں گے۔“

”چلو ٹھیک ہے۔ آؤ ہم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر قسم کھائیں۔“

”نہیں یوں نہیں۔ ہمیں اسے باقاعدہ کسی چیز پر لکھ لینا چاہیے۔“

ٹام نے اوہراہر کوئی کاغذ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ مگر اُسے وہاں کوئی کاغذ نہ ملا۔ اس  
پر اس نے نکڑی کا ایک نکڑا لیا اور اپنی جیب سے ایک سرخ رنگ کی چھوٹی سی پنسل نکال کر اس  
سے نکڑی کے نکڑے پر مندرجہ ذیل الفاظ لکھے:

”بیکل بیری فِن اور ٹام سائر قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کے بارے میں  
وہ کبھی کسی کو کچھ نہ بتائیں گے۔“

ٹام نے اس کے نیچے اپنے دستخط کیے۔ لہک کیوں کہ پڑھنا لکھنا جانتا تھا اس لیے اس نے اپنا انگوٹھا مُرخ پنسل سے مرخ کر کے اُسے ٹام کے دستخط کے نیچے چھاپ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے لکڑی کا وہ ٹکڑا دیوار کے قریب زمین میں دفن کر دیا۔

اس وقت کوئی شخص اس پڑانے مکان کے دوسری طرف سے آہستہ آہستہ رینگتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔ لڑکے اس کی طرف سے باکھل بے خبر تھے۔ پھر کسی گُتے کے ایک دم بھونک اٹھنے کی آواز نے انھیں چونکا دیا۔ وہ ڈر کے مارے ایک دوسرے سے چھپٹ گئے۔ گُتے کے بھونکنے کی آواز اب اُس کے روئے کی آواز میں تبدیل ہو گئی تھی۔

”اگر کوئی کُتاروں نے لگے تو کہتے ہیں کہ کوئی منحوس واقعہ رونما ہونے والا ہے؟“ لہک نے سرگوشی کی۔ ”لیکن یہ کہے دیکھ کر یوں بھونک رہا ہے؟“  
”خداجانے۔ آؤ ذرا اس سوراخ سے دیکھیں۔“

وہ دونوں دیوار میں بنے ہوئے سوراخ سے باہر جانکے لگے۔

”اس کی لپشت ہماری طرف ہے لہک۔ لگتا ہے وہ ہماری تلاش میں بیاں نہیں آیا۔ وہ کسی اور کو تلاش کر رہا ہے؟“  
گُتے کا بھونکنا اب بند ہو چکا تھا۔ لیکن اب ایک دوسری آواز رات کی تاریک فضائیں بلند ہونے لگی تھیں۔

”یہ آواز کیسی ہے؟“ ٹام نے سرگوشی کی۔

”لگتا ہے جیسے بہت سے سورمل کر چنگھاڑ رہے ہوں۔ نہیں۔ یہ تو کسی کے خرائٹے لیئے کی آواز معلوم ہوتی ہے۔“

”بال ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن یہ آواز آکھاں سے رہی ہے؟“

”شاید اس مکان کے دوسرے حصے سے۔ آؤ ذرا چل کر دیکھتے ہیں۔“

ہ نہیں اس میں خطرہ ہے۔ اگر یہ ان جو ہوا تو پھر؟

ہ ک پکا گیا لیکن پھر تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد دونوں رُنگوں نے فیصلہ کیا کہ انھیں جاکر دیکھنا چاہیے کہ وہ خڑائے ہینے والا شخص آخر کون ہو سکتا تھا۔ چنانچہ وہ دونوں ایک دوسرے کے آگے بیچھے احتیاط سے چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ پھر جب وہ اس خڑائے ہینے والے شخص کے قریب پہنچنے تو ظاہم کا پاؤں ایک چھٹری پر آگیا اور وہ ایک تیز آواز کے ساتھ ٹوٹ گئی۔ وہ آدمی تھوڑا سا ہلا۔ اس کی گردان اُن کی طرف مرگئی۔ انہوں نے دیکھا وہ مف پاڑتھا۔ رُنگوں کا خوف ایک دم دور ہو گیا۔ وہ تیزی سے مڑے اور احتیاط سے چلتے ہوئے مکان سے باہر نکل آئے۔ اسی وقت کتا پھر بھونک اٹھا۔ انہوں نے مُمکر دیکھا۔ گتاب مف پاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بھونک رہا تھا۔

”جا نے کیا بات ہے۔ لگتا ہے اس کے ساتھ کچھ ہونے والا ہے۔ آدم ہم یہاں چھپ کر دیکھیں یہ کہ نے سرگوشی میں کہا۔

پھر جب ظاہم کھڑکی کے راستے اپنے کمرے میں داخل ہوا تو اس وقت صبح ہونے میں تھوڑی بھی دیر باقی تھی۔ اس نے بیاس تبدیل کی اور لبستر پر لیٹ کر سو گیا۔ اس کا خیال تھا کہ کھڑکیں کسی کو بھی یہ پتا نہیں چلا ہو گا کہ وہ باہر گیا تھا لیکن ایسا نہ تھا۔ مگر اس وقت جاگ رہا تھا۔ وہ ظاہم کے سوچانے کے بعد بھی ایک گھنٹے تک جاگتا رہا۔

جب ظاہم سوکر اٹھا تو میڈ جا چکا تھا اور گھر کی فضا کچھ عجیب سی محسوس ہو رہی تھی۔ ظاہم کو بہت حیرت ہوئی۔ ہر روز کی طرح اس دن اُسے کسی نے نہ بلایا تھا۔ شاید کوئی گڑ بڑھنے۔ پانچ منٹ بعد وہ بیاس تبدیل کر کے نیچے آگیا۔ سب لوگ ناشستہ کر چکے تھے اور میز پر بیٹھے ہوتے تھے۔ کسی نے بھی ظاہم سے کوئی بات نہ کی۔ ناشستے کے بعد اس کی خالہ سے ایک طرف لے گئیں۔ ظاہم نے سوچا شاید اب وہ اس کی مرقت کرنے لگیں گی لیکن اس کے بجائے وہ رونے لگیں اور اس سے

پوچھنے لگیں کہ وہ انھیں اتنا تنگ کیوں کرتا ہے۔ ٹام اُن کے رونے سے اور ان کی شکایتوں سے گھبرا گیا۔ اُس نے اُن سے معافی مانگی اور ان سے عدد کیا کہ وہ آئندہ انھیں ایک اچھا بڑا بن کر دکھائے گا۔ اسے مدد پر بہت غصہ آر باتھا جس نے یقیناً خالہ سے اس کی چغلی لگائی تھی۔ اس عمد کیا کہ وہ اس چغل خوری کی ضرورتزادے گا۔

اس صبح وہ بہت افسرده دلی کی حالت میں اسکول پہنچا۔ اس کی افسردگی اس وقت اور بھی بڑھ گئی جب اس نے دیکھا کہ اس کی نئی دوستیکی تھی جس کا اکھڑی اکھڑی سی رہی۔ شاید کسی نے اُسے بتا دیا تھا کہ وہ ایک بُرا لڑکا ہے۔

## جھوٹ سب جھوٹ

دوپر ہوتے ہوتے سارے قبیلے میں ڈاکٹر رابن سن کے المناک قتل کی خبر بھیل گئی۔ اسکوں ماڑنے شام کو بچوں کو جھٹی دے دی۔

جن چاقو سے ڈاکٹر رابن سن کو قتل کیا گیا تھا۔ وہ اس کی لاش کے قریب ہی پڑا ہوا پایا گیا۔ تھا کہ لوگوں نے اس چاقو کو پہچان لیا اور بتایا کہ یہ مف پاٹر کا چاقو ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ انہوں نے صحیح سویرے مف پاٹر کو دریا پر نہاتے دھوتے دیکھا۔ پھر وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ اسے تلاش کیا گیا تھا لیکن وہ کہیں بھی دکھائی نہ دیا۔

اب ہر شخص قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔ ٹام بھی اپنا دکھ بھول کر قبرستان جانے والے لوگوں کے ہجوم میں شامل ہو گیا۔ جب وہ قبرستان پہنچا تو کسی نے زور سے اس کا بازو دبایا۔ وہ ہکل بری فین تھا۔ وہ دونوں ایک دوسروں کے لیے اجنبی بن گئے۔ ان کا خیال تھا کہ شاید لوگوں کی نظری ان پر ہوں گی، لیکن حقیقت یہ تھی کہ کوئی بھی ان کی طرف نہ دیکھ رہا تھا۔ سب لوگ اپنی اپنی کدر رہے تھے اور رات کے افسوس ناک واقعے پر تبصرہ کر رہے تھے۔

کوئی کہہ رہا تھا : ”بے چارہ نوجوان یہ کوئی کہہ رہا تھا :“ یہ قبروں میں چوری کرنے والوں کے لیے ایک اچھا سبق ہے یہ کوئی کہہ رہا تھا : ”اگر مف پاٹر کو تلاش کر لیا گیا تو اُسے ضرور پہنانی

کی سزا ملے گی ॥

اس وقت نام کی نظر لوگوں کے ہجوم میں موجود ان جن جو پر پڑی۔ وہ ڈر کے مارے سر سے پر تک کا پنپنے لگا۔ اسی ذلت، ہجوم سے آوازیں بلند ہونے لگیں۔ وہ آرہا ہے۔ وہ آرہا ہے۔ میف پاٹر اس طرف آرہا ہے۔ ”آرے یہ کیا؟ وہ رک گیا ہے۔ وہ دیکھو وہ والپس بھاگ اٹھا یہ۔ پکڑو بکڑو جانے نہ پائے! جانے نہ پائے؟“

لیکن جو لوگ قبرستان کے باہر کھڑے تھے انہوں نے بتایا کہ مف پاٹرویاں سے بھاگ نہیں رہتا۔ بلکہ تذبذب کے عالم میں ایک جگہ کھڑا تھا۔

”شاید وہ اپنی کارگزاری دیکھنے آیا ہو گا یہ نام کے قریب کھڑے ایک شخص نے کہا۔“ اُسے یہ امید نہ ہوگی کہ اس وقت قبرستان میں اتنا ہجوم موجود ہو گا یہ۔

اسی وقت لوگ ادھر ادھر ہٹ گئے۔ شیرف میف پاٹر کو بازو سے پکڑے اس طرف آرہا تھا۔ وہ بے چارہ بہت خوف زدہ اور گھبرا یا ہوا سادگھائی دے رہا تھا۔

”لوگوں میں نے نہیں کیا یہ۔ وہ چلا یا۔“ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ میرا کام نہیں ہے۔ کون کہتا ہے کہ یہ تم نے کیا ہے؟ ایک آواز بلند ہرموئی۔

پاٹر نے اپنے آس پاس دیکھا۔ پھر اس کی نظر ان جن جو پر پڑی۔ وہ چیخ کر بولا:

”اوہ ان جن جو! تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم کبھی --- یہ۔“

شیرف لوگوں کو ہٹاتا ہوا آگے ٹھرا اور چاقو پاٹر کو دکھاتا ہوا بولا:

”یہ تھا رہی جا تو ہے نا یہ۔“

پاٹر شاید پکڑا کر گرجاتا لیکن شیرف نے اُسے تھام لیا۔ وہ ان جن جو سے بولا:

”خاموش رہنے سے کچھ نہ ہو گا ان جن جو۔ بہتر ہے کہ تم انھیں بتا دو۔“

پھر ان جن جو نے سب کو جو کہانی سنائی وہ نسرا نسرا جھوٹ کا بلندہ تھی۔ اُسے سُن کر نام اور

ہمکل بری دم بخود سے رہ گئے۔ یہ شخص تو مجتم شیطان تھا۔ ان کا جی چاہا کہ وہ ایک دوسرے سے کیا رہوا وعدہ توڑ دیں اور لوگوں کو سچ سچ سب کچھ بتادیں۔ لیکن وہ خاموش رہے۔ «تم آخر بھاگ ہی کیوں نہ گئے؟» کسی نے چلا کر پاٹر سے پوچھا۔ «تم اس طرف کس لیے آ رہے تھے؟»

«میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ پھر بھلا کیوں بھاگتا ہے پاٹر چلا کر بولا۔ اگر میں نے یہ جرم کیا ہوتا تو اس کے بعد میرے لیے یہاں سے بھاگ جانا بالکل آسان تھا۔ مگر میں بے قصور ہوں یہ انجن جونے ایک مرتبہ پھر اپنی کہانی دُہرا دی۔ جو ولی ہی جھوٹ کا پلندہ تھی۔ دونوں لڑکوں کو اس پربت غصہ آ رہا تھا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اب انجن جو کی نگرانی کیا کریں گے۔ خاص طور پر رات کے وقت وہ اس کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھا کرتیں گے۔ وہ یہ جانا پاہتے تھے کہ وہ اپنے مالک سے کب ملنے گا۔

پھر لوگوں نے نوجوان ڈاکٹر کی لاش اٹھا کر ایک چمکڑے میں رکھی۔ انجن جونے بھی اس کا میں ان کی مدد کی۔ جو جوم میں سرگوشیاں ہو رہی تھیں۔ دونوں لڑکوں کا خیال تھا کہ شاید لوگ یہ سوچنے لگیں کہ انجن جو ہی نے ڈاکٹر ابن سن کو قتل کیا تھا۔ مگر انھیں مایوسی ہوتی۔ البتہ ایک آدمی نے یہ بات ضرور کہی کہ :

«میف پاٹر نے جب ڈاکٹر کو قتل کیا تھا تو وہ اس سے تین فٹ دور تھا۔

مام جو بھیانک راز اپنے سینے میں چھپائے ہوئے تھا اس نے کئی راتوں تک اس کی نیند اٹھائے رکھی۔ ایک صبح ناشتے کی میز پر سٹانے اس سے کہا:

«مام تم سوتے میں بستر پر بُری طرح سے کڑوں میں لیتے اور بُری بُراتے رہتے ہو۔ تمہاری ان جرکوں سے میری نیند اچاٹ ہوتی رہتی ہے۔»

ٹام کے چہرے کی رنگت ایک دم سفید پر گئی۔ اس نے فوراً اسی اپنا منہ دوسرا طرف کر لیا۔  
”یہ اپنی بات نہیں ہے“ خالہ پولی نے کہا۔ ”نمہیں کیا چیز پریشان کیے ہوئے ہے ٹام؟“  
”کچھ نہیں۔ کچھ نہیں ہے“ ٹام تیزی سے بولا۔ لیکن اس کا ہاتھ اس بیری طرح سے لرز رہا تھا  
کہ اس کی کافی چھلک گئی۔

”تم نیند کی حالت میں عجیب مفعکہ خیز قسم کی باتیں کرتے رہتے ہو“ سڑ کھنے لگا۔ ”کچھلی  
رات تم بڑا رہتے تھے۔ یہ خون ہے۔ یہ خون ہے۔ ہاں یہ خون رہی ہے۔“ تم بار بار یہ الفاظ  
دہرا رہتے تھے۔ پھر تم نے کہا۔ ”مجھے کچھ نہ کہو۔ میں بتا دیتا ہوں۔“ کیا بتاؤ گے تم؟ اور کس کو  
بتاؤ گے؟“

ٹام نے یوں محسوس کیا گیا وہ بے ہوش ہونے والا ہے۔ خدا ہی جانے کیا ہو جاتا جب خالہ  
پولی فوراً ہی اس کی مدد کو پسخ گیں۔

”یہ وہ بھیانک قتل ہی ہے جسے تم روز خواب میں دیکھتے ہو۔ مجھے خود اکثر راتوں کو خواب  
میں اس بھیانک قتل کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔“ انہوں نے کہا۔

میری نے کہا کہ وہ بھی راتوں کو اس بھیانک قتل کے خواب دیکھتی رہتی تھی۔ ان کی باتوں  
سے مدد مطمئن ہو گیا۔ ناشستے کے بعد ٹام نے کہا کہ اس کے ایک دانت میں شدید درد ہے۔ اس  
طرح وہ تقریباً ایک ہفتے تک اپنے جبڑوں پر پٹی باندھے رہا۔ لیکن وہ یہ کمی نہ جان سکا کہ سڑ  
رات کے وقت اس پر خاص نظر رکھا کرتا تھا۔ وہ اکثر ٹام کے جبڑوں پر سے پٹی ہشادیتا تھا اور  
نیند کی حالت میں ٹام کے منہ سے نکلنے والی باتوں کو غور سے سنا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ پھر اس  
کے جبڑوں پر پٹی لپیٹ دیتا تھا۔ اگر سڑ ٹام کی باتوں سے کچھ سمجھ بھی گیا تھا تو اس نے انھیں اپنے  
تک ہی محدود رکھا۔

ٹام، ہر روز جیل کی کھڑکی کے راستے قیدی قاتل کو کچھ کھلانے پیئے کی چیزیں دے آتا تھا۔

میف پاٹر کی یوں خدمت کر کے اُسے بڑی خوشی ہوتی تھی۔

بیکی تیچر نے اسکول آنا چھوڑ دیا تھا۔ وہ ٹام سے بولتی بھی نہیں تھی، لیکن ٹام اپ بھی اُسے پسند کرتا تھا۔ اُسے اب دوسرا رُلکول کے ساتھ کھیلنے میں کوئی مزہ نہ آتا تھا۔ وہ کچھ کھویا کھویا سا رہنے لگا تھا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر خالہ پولی پریشان رہنے لگی تھیں۔ انہوں نے اُسے ہر طرح کی دوائیاں کھلا کر دیکھ لیں۔ اُسے گرم اور ٹھنڈے پانی کے غسل بھی کروائے لیکن وہ بدستور زرد اور تاخوش دکھائی دیتا رہا۔ پھر خالہ پولی نے ایک نئی دوائی کا نام سنا جو بڑی سکون آور مشہور تھی۔ انہوں نے یہ دوائی بھی ٹام پر آزملنے کا فیصلہ کر لیا۔

ٹام دوائیاں کھا کھا کر تنگ آچکا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خالہ پولی کا مزید تختہ مشق نہ بننے گا اور یہ ظاہر کرے گا کہ اس نئی سکون بخش دوائی نے واقعی اس پر اثر کیا ہے۔ اس پر خالہ پولی مطمئن ہو جائیں گی اور اس کی طرف سے بنے فکر ہو جائیں گی۔ چنانچہ جب خالہ پولی نے اس نئی دوائی کی بتوال اُسے دی تو اس نے یوں ظاہر کرنا شروع کر دیا جسیے وہ دوائی واقعی اُسے فائدہ پہنچا رہی تھی۔ جب کہ حقیقت یہ تھی کہ وہ اس نئی دوائی کی گویاں ہرگز نہ کھاتا تھا بلکہ انہیں باہر کیسی پھینک دیتا تھا۔ اس طرح پوری بتوال غالی ہو گئی اور خالہ پولی نے اُسے صحت منداور تن درست دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔

ٹام اب صبح سوریے ہی اسکول پہنچ جاتا تھا۔ وہ اپنے ہم جماعتیوں کے ساتھ کھیل کو دیں حصہ نہ لیتا تھا بلکہ کلاس ہی میں بیٹھا رہتا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کھاتھا کہ وہ بھیار ہے اور وہ لگتا بھی بھیار ہی تھا۔ وہ اکثر اسکول کے باہر کھڑا ہو کر مرک کی طرف دیکھا رہتا تھا کہ شاید اُسے بیکی تیچر اسکول آتی دکھائی دے جائے۔ لیکن اُسے ماہیوں ہی ہوتی تھی۔ پھر ایک دن جب وہ اسکول کے باہر کھڑا مرک کی طرف دیکھ رہا تھا تو اسے جیف تھیچر مرک پر آتا دکھائی دیا، لیکن اس کے ساتھ بیکی نہیں تھی۔ ٹام ماہیوں ہو کر اسکول واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اُس

نے اپنی کلاس کی کھڑکی سے باہر جان کا تو اسے بیکی باہر صحن میں کھڑی دکھائی دی۔ وہ دوڑ کر باہر نیکلا اور دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیلے اور ہنسنے بولنے لگا۔ اس طرح وہ بیکی کی توجہ اپنی طرف پھیننا چاہتا تھا، مگر بیکی نے ایک بار بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔ اس پر وہ اس کے قریب چلا گیا اور ایک لڑکے کا ہیئت اس کے سر سے اُتار کر اُسے اسکوں کی چھٹ پر اُچھال دیا۔ پھر وہ ایک دم لڑکوں کے گروپ میں سے دوریا ہوا آیا اور بیکی کے قدموں کے پاس زمین پر گزگیا۔ بیکی ایک دم پیچے ہٹ گئی۔ اس نے اپنا منٹھ دوسرا طرف پھیر لیا۔ پھر نام نے اُسے کہتے سننا۔ ”بعض لوگ اپنے آپ کو نہ جانے کیا سمجھتے ہیں۔ جب کہ درحقیقت ان کی حیثیت دوکوڑی کی بھی نہیں ہوتی ۔۔۔“

اتنا کہنے کے ساتھ ہی بیکی دہال سے چلی گئی۔ نام کا چہرہ غصے اور توہین کے احساس سے سُرخ ہو گیا۔ وہ زمین پر سے اُٹھا اور سر جھکائے ایک سمت ہو گیا۔

## ٹام بھاگ جاتا ہے

اس صبح جب اسکول کی گئنٹی بھی تو ٹام نے اسکول کا رُخ نہیں کیا۔ وہ اس وقت اپنے آپ کو بہت اکیلا محسوس کر رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے کوئی محبت نہیں کرتا۔ سب اُسے بُرا سمجھتے ہیں۔ اگر وہ کمیں چلا جائے گا تو اُسے کوئی یاد بھی نہ کرے گا لیکن اس کے چلے جلنے پر سب کو اس کے ساتھ کیے گئے اپنے سلوک پر افسوس ضرور ہو گا۔

وہ اسکول سے دور چلا جا رہا تھا کہ اس کی ملاقات جو ہمار پر سے ہو گئی۔ وہ بھی ایک دکھی اور اکیلا سالڑا کا تھا۔ وہ تقریباً ہر روز اپنی ماں سے معمولی معمولی باتوں پر مار کھایا کرتا تھا۔ اُس وقت بھی وہ اپنی ماں سے چھپ کر ملائی کھلنے کے جرم میں پٹ کر آ رہا تھا۔ لگتا تھا جیسے اس کی ماں اس سے سخت عاجز آ جیکی ہے اور چاہتی ہے کہ وہ گھر سے چلا جائے۔ وہ جب ٹام سے ملا تو وہ بُخوشی اس کے ساتھ گھر سے بھاگ جانے پر تیار ہو گیا۔ انہوں نے جیکس ان آئی لینڈ پر جانے کا پروگرام بنایا جو اس جگہ سے چند میل دور دریا میں واقع ایک جزیرہ تھا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اس جزیرے پر بھری قزاقوں کی طرح رہیں گے۔ انہوں نے ہکل بری کو تلاش کیا۔ وہ بھی ان کے ساتھ اس جزیرے پر جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ انہوں نے رات کے دو بجے گاؤں سے باہر دریا کے کنارے ایک جگہ ملنے کا پروگرام لے کیا۔ اس جگہ ایک چھوٹی سی کشتی

بندھی رہتی تھی۔ ان میں سے ہر ایک کو اپنے ساتھ مجھلی پکڑتے کامان اور کھانے پینے کی چیزیں لانی تھیں۔

آدھی رات کو ٹام اس جگہ پہنچ گیا۔ وہ اپنے ساتھ ابلاؤ ہو گوشت لایا تھا۔ جو ہار پر بھی اپنے ساتھ ابلاؤ ہو گوشت لایا تھا۔ ہر کل بری اپنے ساتھ ایک ساس پین اور کچھ اتاقج لایا تھا۔ ٹام نے کہا کہ انھیں اپنے ساتھ آگ ضرور لے چلتی چاہیے۔ یہ ایک عقل مندانہ خیال تھا۔ ان دونوں ماچیں نہیں ہوا کرتی تھیں۔ انھیں جلد ہی اس جگہ سے تھوڑی دوڑا یک کشتوں دکھائی دے گئی۔ جس میں آگ روشن تھی۔ وہ چپ چاٹے اس کشتوں تک پہنچ گئے۔ وہ حالی پڑی تھی کیوں اس کے آدمی گھاؤں گئے ہوئے تھے۔ اس کشتی سے آگ حاصل کرنے کے بعد وہ اپنی کشتی کی طرف لوٹ آئے۔

پھر انھوں نے کشتی کو پانی میں دھکیلا اور اپنی ممکن پرواز ہو گئے۔ ٹام کشتی کے تیج میں کھڑا ہو کر اپنے ساتھیوں کو بدلایت دینے لگا۔ ہار پر اور ہر کل بری نے چھپو بنہال رکھتے تھے اور کشتی کو تیزی سے کھٹے رہتے تھے۔ انھیں جزیرے تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگ گیا۔ انھوں نے کشتی سے اپنی خوداگ اور دوسری چیزوں میں اُنماییں اور کشتی میں پڑے ہوئے ایک پڑانے سے باوبان کا جسم کھڑا کیا۔ اس میں انھوں نے اپنی تمام چیزوں رکھ دیں اور فیصلہ کیا کہ وہ بھری قراقوں کی طرح نیچے سے باہر سوایا کریں گے۔

انھوں نے لکڑیوں کے گھٹے اکٹھے کر کے ایک بڑا سالا مسلکا یا اور اس پر اپنے کھانے کے لیے کچھ گوشت پکایا۔ انھیں اس آزادی کا بہت لطف آ رہا تھا۔ انھوں نے کہا کہ اب وہ کبھی اپنا گھر کو واپس نہ جائیں گے۔

” یہ آزادی بھی کیا خوب چیز ہے ” جو ہار پر بولا۔

” ہاں مجھے تو بہت مزہ آ رہا ہے ” ٹام نے کہا۔

”بھری قرآن بھلا کیا کرتے ہوں گے؟“ ہک نے پوچھا۔

”وہ اپنا وقت بڑے مزے میں گزارتے تھے۔ نام بولا۔“ وہ بھری جہازوں پر سفر کرتے تھے اور خوب دولت حاصل کرتے تھے۔ پھر وہ اپنی اس دولت کو کسی جزیرے پر لے جا کر اُسے دہاں زمین میں دفن کر دیتے تھے۔“

وہ کچھ دیر تک بھری قرآن کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ پھر انھیں میند آنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی انھیں اس دیران جزیرے پر اکیلے ہونے کا خوف بھی تسلی نہ لگا۔ وہ محسوس کرنے لگے کہ انھوں نے اپنے گھروں سے بھاگ کر غلطی کی تھی۔ انھوں نے عمدہ کیا کہ وہ آئندہ کبھی ایسی غلطی نہ کرے گے۔ اس کے بعد وہ آرام سے سو گئے۔

اگلی صبح نام سب سے پہلے میند سے بیدار ہوا۔ کچھ دیر تک تو اس کی سمجھیں نہ آسکا کہ اس وقت وہ کہاں تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں ملیں اور اپنے آس پاس نظر درڈائی۔ پھر اُسے یاد آگیا کہ وہ اس وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس دیران سے جزیرے پر تھا۔ ہک اور ہار پر ابھی تک سور ہے تھے۔ پھر وہ بھی جاگ اٹھے۔ وہ تینوں جب دریا پر پہنچنے تو انھوں نے دیکھا کہ ان کی کشتی راتوں رات دریا میں بہت بستے دُر جا چکی تھی، مگر یہ ان کے لیے اتنی پریشانی کی بات نہ تھی۔ انھیں اس وقت بہت بھوک لگ رہی تھی۔ جوہار پر نے ناشتے کے لیے کچھ گوشت کا نام نہ تھی۔ انھیں اس وقت بہت بھوک لگ رہی تھی۔ جوہار پر نے ناشتے کے لیے کچھ گوشت کا نام نہ تھی۔ اور ہک مچھلیاں پکڑنے دریا پر چلے گئے۔ خوش قسمتی سے انھیں بڑے سائز کی بہت سی مچھلیاں ہاتھ لگ گئیں۔ انھوں نے انھیں بھی گوشت کے ساتھ پکایا۔ اس ناشتے کا انھیں بہت ہی مزہ آیا۔

ناشترے سے فارغ ہو کر وہ جزیرے کا جائزہ لینے نکل کھڑے ہوئے۔ جزیرہ میں میل لمبا اور ڈیر ہٹ میں چورا تھا۔ انھوں نے دریا میں بھی دل بھر کر پیرا کی کی۔ پھر سہ پر ہوتے ہی اپنے ڈیر اوپر واپس آگئے۔ انھیں بڑی شدت کی بھوک لگ رہی تھی۔ انھوں نے کچھ گوشت پکایا اور اپنی

بھوک مٹائی۔ پھر جب وہ کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ایک عجیب سی آواز کمیں دُور سے آتے شُنی۔

” یہ آداز کیسی ہے ؟ ٹام نے سرگوشی میں پوچھا۔

” اللہ جانے ۔“ ہارپر نے جواب دیا۔ ” یہ عجیب سی آداز ہے ۔“  
” آؤ ہم چل کر دیکھیں ۔“ پک بولا۔

وہ تینوں اپنی جگہ سے اٹھ کر بھاگے اور دریا کے کنارے پہنچ کر جھاڑیوں میں دُبک گئے۔ انہوں نے دیکھاکہ دریا میں ایک چھوٹا جہاز چلا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سی چھوٹی چھوٹی کشتیاں بھی تھیں۔ اس چھوٹے جہاز پر بہت سے لوگ سوار تھے۔ پھر جہا سے کوئی توپ داغی گئی۔ اس کے دہانے سے ایک گولہ نکلنے کر آسمان پر بلند ہوا اور فضا ہی میں پھٹ گیا اور سفید سفید دھوال آسمان پر چھاگیا۔

” میں سمجھ گیا ۔“ پک بولا۔ ” کوئی شخص دریا میں ڈوب گیا ہے اور یہ لوگ اُستے تلاش کرنے پکڑ رہے ہیں ۔“

” ہاں سیا ہے ۔“ ٹام بولا۔ ” پچھلے سال جب بُلی ٹُنڈ دریا میں ڈوب گیا تھا تو انہوں نے ایسا ہی کیا تھا ۔“

” اس مرتبہ جانے کون ڈوب گیا ہے ؟ ہارپر بولا۔“ کاش ہمیں یہ معلوم ہو سکے ؟“ میں جانتا ہوں یہ کسے تلاش کرتے پکڑ رہے ہیں ۔“ ٹام بولا۔ ” یہ ہمیں تلاش کر رہے ہیں ۔“ یہ خیال ان کے لیے کیا مسترت افراد تھا۔ لوگوں کو ان کی گم شدگی کا علم ہو گیا تھا۔ وہ ان کے لیے پریشان ہو گئے تھے۔ انھیں ان غریب لوگوں کے ساتھ کیے جانے والے اپنے سلوک کا افسوس ہو رہا تھا۔

وہ چھوٹا جہاز کچھ دیر تک دریا میں چکر لگانے کے بعد واپس چلا گیا اور تینوں رہ کے اپنے

پڑا اور پس چلے آئے۔ وہ تینوں اس وقت بڑے خوش اور بڑے جوش میں تھے۔ انہوں نے بالآخر لوگوں سے اپنی اہمیت منواہی لی تھی۔ انہوں نے اپنے کھانے کر لیے کچھ مچھلیاں کھڑیں۔ اور تائیں کرنے لگے کہ لوگ اپنے گھروں کو والپس جاکر ان کے بارے میں کیا کیا باتیں کر رہے ہوں گے لیکن پھر جب رات ہونے لگی اور ہر جگہ انڈھیرا چھانے لگا تو انہوں نے باتیں کرنا بند کر دیں ان کا جوش و خروش ماند پڑنے لگا تھا۔ ٹام اور ہارپرکو اپنے گھروں والوں کی یادستانے لگی جنھیں ان کی گم شدگی نے واقعی بہت پریشان کیا ہوا ہو گا۔ ان پر اُداسی چھانے لگی۔ کہ او نکھنے لگتا تھا۔ پھر جلد ہی وہ باقاعدہ خڑاٹے لینے لگا۔ ہارپرکو بھی نیند آنے لگی۔ جب وہ بھی سوگیا تو ٹام اپنی جگہ سے اٹھا اور دریا کی طرف چل دیا۔

# گھر کی یاد

چند منٹوں بعد ٹام پانی میں تیزتا ہوا جزیرے سے دور ہٹتا جا رہا تھا۔ جب وہ دوسرے ساحل پر پہنچا تو وہ پانی سے نکل کر دریا کے کنارے کنارے چلنے لگا۔ دس بجے وہ قصہ کے باہر کھلے میدان میں جا پہنچا۔ وہ دریا کے ساحل پر بندھی ہوئی بڑی سی کشتی دیکھ سکتا تھا۔ اس کشتی کے ساتھ ہی ایک چھوٹی کشتی بندھی ہوئی تھی۔ وہ اس چھوٹی کشتی میں جا کر چھپ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑی کشتی پر لوگ آگئے اور اُسے چلا تے ہوئے قصہ کے قرب بی ساحل پر لے گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے کشتی کو باندھا اور وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ٹام چھوٹی کشتی میں سے نکلا اور آبادی کی سمت ہولیا اور چھلی ملکوں پر سے گزرتا ہوا اپنے گھر کے سامنے جا پہنچا۔ اس نے پیچھے کی طرف جا کر باڑ پھلانگی اور کمرہ نشست کی کھڑکی سے اندر جھانکا۔ وہاں خالہ پولی، مسز بارپر، سڈا اور میری بیٹھے باتیں کرتے دکھائی دیئے۔ ان کے اور دروازے کے درمیان ایک بلنگ حائل تھا۔ ٹام دروازے کی طرف گیا اور اس کا ہینڈل گھمانے لگا۔ پھر اُس نے آہستہ سے دبایا۔ دروازہ ایک ہلکی سی آواز کے ساتھ کھل گیا۔ ٹام اُسے آہستہ آہستہ مزید کھولتا رہا۔ پھر وہ اس میں سے گزر کر تیزی سے بلنگ کے نیچے جا کر چھپ گیا۔ اسی وقت اُس نے خالہ پولی کی آواز سنی۔

« ارے یہ موم بتی کیسے بُجھ گئی؟ سُد دکھو دروازہ گھلا ہوا ہے۔ جاؤ جا کر اُسے بند کراؤ۔»  
ٹام پلنگ کے نیچے آہستہ آگے کی طرف مر کنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ خالہ پولی کے پیروں کے بالکل قریب آگیا۔

« میں کہہ رہی تھی ۔۔ خالہ پولی بولیں ۔۔ وہ کوئی ایسا بُرا لڑکا نہیں تھا۔ اس نے کبھی کسی کو نقصان تھیں پہچایا۔ وہ دل کا بہت اچھا تھا۔ بہت اچھی نظرت کا مالک تھا ۔۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ رو نے لگیں۔

« میرا جو بھی ایسا ہی تھا ۔۔ مسٹر ہارپر بولیں ۔۔ وہ شرارتی ضرور تھا لیکن اس کی طبیعت بہت اچھی تھی۔ وہ ایک نیک اور اچھا لڑکا تھا۔ آہ بیٹی اُسے معمولی معمولی باتوں پر کتنا مارا کرتی تھی۔ یہ سوچ سوچ کر مجھے بہت دکھ محسوس ہوتا ہے۔ آہ اب میں اُسے اب کبھی نہ دیکھ سکوں گی۔ بے چارہ ۔۔ وہ پھوٹ کھوٹ کر رو نے لگیں۔

« مجھے اُمید ہے کہ ٹام جہاں کہیں بھی ہو گا خوش ہی ہو گا ۔۔ سُد بولا ۔۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو وہ سُد با آگے کچھ نہ کھو۔ میں ٹام کے بارے میں کوئی بُری بات ہرگز نہیں سنوں گی! اب جب کہ وہ ہمیشہ کے لیے ہم سے جُدا ہو چکا ہے تمہیں اس کے بارے میں ایسی باتیں کرتے شرم آنا چاہیے ۔۔ خالہ پولی چلا کر بولیں۔

ٹام پلنگ کے نیچے چھپا ہوا یہ ساری باتیں شن رہا تھا۔ اُسے اپنے کیے پر بہت افسوس ہو رہا تھا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پلنگ کے نیچے سے باہر نکل آئے اور دوڑ کر خالہ پولی سے پیٹ جائے لیکن اس نے اپنے آپ کو ایسا کرنے سے باز رکھا اور خاموشی سے سب کی باتیں فتنے لگا۔ ان کی باتوں سے اُسے معلوم ہوا کہ گاؤں کے سب لوگ میںی سمجھ دھر ہے تھے کہ وہ تینوں لڑکے دریا میں تیرتے ہوئے ڈوب کر ہلاک ہو گئے ہیں۔

کافی تلاش کے باوجود دریا سے ان کی لاشیں دست یاب نہ ہو سکی تھیں۔ چنانچہ یہ لٹے

ہوا کہ انگلی صبح گر جائیں ان کی آخری رسومات انجام دے دی جائیں۔ ان باتوں نے ٹام کو بڑی طرح سے لرزادیا۔

پھر مسٹر ہارپرنے خالہ پولی کو ائمہ حافظ کہا اور وہاں سے رخصت ہو گئیں۔ خالہ پولی نے سڈ اور میری کوشش بخیر کہہ کر سونے کے لیے بیچج دیا۔ اس کے بعد وہ زمین پر گھنٹوں کے بل بیٹھ گئیں اور رو تی ہوئی ٹام کے لیے دعائیں کرنے لگیں۔ انھیں یوں روتے اور دعائیں مانگتے دیکھ کر ٹام بھی چکے چکے رونے لگا۔ دعائیں مانگنے کے بعد خالہ پولی پنگ پر لیٹ گئیں۔ وہ آب بھی رورہی تھیں اور بے سینی سے کرویں بدلتے ہی تھیں۔ پھر جب وہ سو گئیں تو ٹام پنگ کے نیچے سے نکلا اور ان کے قریب کھڑا ہو کر انھیں دیکھنے لگا۔ اس کا دل ان کے لیے بہت دُکھ محسوس کر رہا تھا۔ وہ کچھ دریا نسو بخیری آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جھک کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور تیزی سے دروازہ کھول کر اُسے اپنے پیچھے بند کرتے ہوئے گھر سے باہر بھاگ کھڑا ہوا۔

دریا کے کنارے پسیخ کراس نے چھوٹے جہاز سے بندھی ہوئی چھوٹی سی کشتی کو کھولا اور اس میں سوار ہو کر اسے کھیتا ہوا دریا کے مختلف ساحل کی سمت ہولیا۔ وہاں پسیخ کراس نے کشتی کو دبایا چھوڑا اور چلتے چلتے جنتکل میں داخل ہو گیا۔ وہاں وہ ایک درخت کے نیچے اس وقت تک بیٹھا رہا جب تک فسیح نہ ہو گئی۔ پھر جب سورج کافی بلندی پر پسیخ گیا تو وہ جزیرے پر جانے کے لیے دریا میں اتر گیا۔

جب وہ جزیرے پر پہنچ کر کمپ کے قریب پہنچا تو اس نے خیمے کے اندر جو کو کہتے سنا ہے نہیں۔ ٹام ضرور والپس آجائے گا تک۔ تم دیکھو لینا۔ وہ ہمیں چھوڑ کر کھیں نہیں جاسکتا۔ اس کے نزدیک ایسا کرنا ایک قزانق کی شان کے خلاف ہے لیکن میں جیران ہوں کہ وہ آخر کہاں چلا گیا ہے؟

دوسرے ہی لمحے ٹام نے خیمے کے اندر قدم رکھ دیا۔

ناشترے کے بعد ٹام نے اپنے ساتھیوں کو اپنے گاؤں جانے اور باقی یا توں کے بارے میں بتایا۔ اس کے بعد وہ وہی لیٹ کر سو گیا اور دوپہر تک متواتر ہا جب کہ اس کے ساتھی چھپلیاں پکڑتے اور جزیرے پر ادھر ادھر گھومتے رہے۔

دوپہر کے کھانے سے فارغ ہو کر وہ کچھوں کے انڈے تلاش کرنے لگے ساحل کی نرم نرم ریت پر جگہ جگہ کھدائی کرنے پر انھیں کچھوں کے بہت سے انڈے ہاتھ لگے۔ ان میں سے کچھ انھوں نے رات کو کھائے اور باقی صبح کے ناشترے کے لیے رکھ چھوڑ دیے۔ یہ انڈے بالکل گول اور سفید سے تھے۔ ان میں کچھ انڈے اخروٹ کی طرح چھوٹے تھے۔ پھر وہ دریا میں تیرتے اور ساحل کی ریت پر مختلف کھیل کھیلتے رہے۔ ٹام بار بار نرم نرم ریت پر ”بیکی“ لکھ کر مٹانتا رہا۔

جوہار پر کو بُری طرح سے اپنا گھر یاد آ رہا تھا۔ وہ بار بار اس کا ذکر کر رہا تھا اور وہ رہا تھا۔ یہ بھی یہ خدا اس دکھائی دے رہا تھا۔ ٹام کی دلی کیفیت بھی اپنے دوستوں سے مختلف نہ تھی مگر اس نے اُس سے اُن پر ظاہرنہ ہونے دیا۔ اس کے پاس ایک راز تھا جو اُس نے ابھی تک اپنے ساتھیوں کو نہ بتایا تھا۔ اس نے کہا۔ ”اس جزیرے پر قدیم زمانے میں بھری قبراق آیا کرتے تھے۔ ہمیں اس جزیرے کو ابھی طرح گھوم پھر کر دیکھنا چاہیے۔ انھوں نے اس جزیرے پر کسی نامعلوم مقام پر اپنا خزانہ چھپا کر کھا ہے۔ ہم سکتا ہے سونے چاندی کا یہ ذخیرہ ہمیں مل جائے۔“

لیکن اس کے دوستوں نے اس کی اس بات پر کسی دلچسپی کا انہمار نہ کیا۔ جوہار پر ایک شاخ پر ریت کر رہتا رہا اور مٹنگ ہی مٹنگ میں کچھ بڑی مٹانے رہا۔ پھر وہ بولا۔ ”یہ سب کچھ چھوڑ دیں۔“

گھر جانا چاہتا ہوں۔ یہاں میں اپنے آپ کو بہت تھنا اور اکیلا محسوس کر رہا ہوں یہ  
و نہیں جو۔ مخفیں جلد ہتی اس نئی زندگی کا لطف آنے لگے گا۔ ”مام بولا“ ذرا دیکھو تو ہم  
یہاں کتنی آزادی سے ہر کام کر رہے ہیں۔ پیراکی، چھلکیاں پکڑنا، کھیل کو دیے  
”محبے ان باتوں سے کوئی دل چسپی نہیں۔ میں گھر جانا چاہتا ہوں یہ  
”یعنی مخفیں اپنی ماں یاد آ رہی ہے یہ“  
”ہاں۔ اور یہ قدرتی بات ہے۔ اگر تمہاری بھی ماں ہوتی تو اس وقت تمہارے احساسات  
بھی مجھہ جیسے ہوتے یہ“

”تو جاؤ پھر تم اپنی ماں کے پاس۔ کیوں بک نے تم کیا کہتے ہو؟ تم کیا یہیں ٹھیرو گے یا تم بھی  
والپس جانا چاہتے ہو؟“  
”نہیں میں یہیں رہوں گا یہ بک نے کہا مگر اس کے لمحے میں ہچکیا ہٹ کی جھلک تھی۔  
”ٹھیک ہے پھر تم یہاں رہو یہیں جب تک زندہ رہا تم سے کوئی بات نہیں کروں گا“ جو  
بولا اور وہاں سے جانے کے لیے اپنی چیزیں سمیٹنے لگا۔

”ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں“ ”مام بولا۔“ بے شک تم اپنے گھر والپس چلے جاؤ۔ وہاں  
سب لوگ تمہارا مذاق اڑایں گے۔ اچھے قزانق ثابت ہوئے تم کو تو یہاں ایک رات گزرتے  
ہی گھر ریا د آنے لگا۔ میں اور بک یہیں ٹھیریں گے۔ کیوں بک۔ ہم جو کے بغیر بھی یہاں رہ سکتے  
ہیں کہ نہیں؟ اس نے بک کی طرف دیکھا لیکن بک نے نظریں چڑایں۔

”میں بھی یہاں سے جانا چاہتا ہوں ٹام۔ یہ جگہ ہمارے لیے اچھی نہیں۔ یہاں بہت تھہائی  
محسوس ہوتی ہے۔ تم بھی ہمارے ساتھ والپس چلو ٹام“

”ہرگز نہیں۔ تم جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ میں یہیں رہوں گا“

”نہیں ٹام۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ تم بھلا اکیلے یہاں کیسے رہو گے؟“ بک اپنے

پڑے اور دوسری چیزیں سمجھئے گا۔

”ہرگز نہیں۔ تم بے شک چلے جاؤ۔ میں تمھیں نہیں روکتا یہ نام پولا۔“

”تم ابھی طرح سے سوچ لو ٹام۔ ہم ساصل پرُک کر تھا را انتظار کریں گے۔“

”تمھیں طویل عرصے تک انتظار کرنا پڑے گا۔“

بک نے افرادہ سی نظر اس پر ڈالی اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ جو ہمار پر بھی اس کے ساتھ ساتھ چل دیا۔ انہوں نے ایک بار بھی مرڈ کر ٹام کی طرف نہ دیکھا۔ ٹام کو ایک دم ہی شدید قسم کی تہائی اور اکیلنے کا احساس ہوا۔ لپنے دوستوں کے بغیر تن تھنا اس دیران سی جگہ پر رہنے والے بعیوب سامحسوس ہوا تھا۔ وہ لپنے دوستوں کے پیچھے دوڑ رہا۔

”رُک جاؤ۔ رُک جاؤ۔ میں تمھیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔“

جو اور یہ کچھ چلتے رک گئے اور مرڈ کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ ٹام دوڑتا ہوا ان کے قریب آگیا اور انھیں اپنا راز بتایا۔ جب وہ انھیں سب کچھ بتا چکا تو وہ مسترت سے چلا۔ اُٹھے اور اس سے کماک آخراں نے انھیں یہ سب کچھ پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا تھا۔ اگر وہ انھیں اپنے خفیہ منصوبوں کے بارے میں پہلے سے ہی آگاہ کر دیتا تو وہ یوں گھروالیں نہ جانے لگتے۔ وہ خوشی خوشی پڑاؤ کی طرف والیں لوٹ آتے اور انڈوں اور مچھلیوں کا سالن کھانے کے بعد کچھ دیر تک کھیلتے رہے پھر ریت پر پڑ کر سو گئے۔

رات کو شدید بارش کے ساتھ ایک خوفناک قسم کا طوفان بھی آیا۔ بادل کچھ اس طرح کھل کر برسے اور بجلی یوں کڑکتی کوندتی رہی کہ وہ اپنے خیمے میں جا گھسے اور باقی رات اسی میں گزاری۔ پڑاؤ کی ہر چیز بھیگ کر تھی۔ مگر خوش قسمتی سے آگ محفوظ رہ گئی تھی۔ انہوں نے صبح اس آگ میں چند لکڑیاں جھوکیں اور اس پر اپنے کھانے کے لیے مچھلیاں اور گوشت بھونا۔ پھر جب سورج نکلا تو وہ ریت پر جا کر لیٹ گئے۔ انھیں ایک بار پھر گاؤں کی یاد سننے لگی۔

تھی اور اپنے گھروالے یاد آنے لگے تھے۔ میکن ٹام اپنی باتوں سے انھیں بھلانا رہا اور ان کی طبیعتوں کو بنشاش رکھنے کی کوششیں کرتا رہا۔ اس نے انھیں اپنے جس راز سے آگاہ کیا تھا، اُس میں انھیں دل چپی عحسوس ہونے لگی تھی۔ اس کا منصوبہ تھا کہ انھیں اب قرآن کے بجائے ریڈ انڈین بن جانا چاہیے۔ اس منصوبے نے انھیں تمام دن مصروف رکھا۔

## و اپسی

اس بہتے تک سر پھر کو گاؤں کا ہر فرد بے حد غم زدہ اور اُداس دکھائی دے رہا تھا۔ بار پر اور غالباً پولی کے خاندانوں کے دکھا اور رنج کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ سب گاؤں والے ان سے بہم دردی کر رہے تھے۔ گاؤں کے بچے بھی اپنا کھیل کو دھو لے ہوئے تھے اور بالکل خاموش تھے۔

بیکی تیچھر بڑی اُداسی کے عالم میں اسکوں کے خالی صحن میں پھر رہی تھی۔ اُسے یہ سوچ سوتھ کہ بہت دکھ ہو رہا تھا کہ ٹام کے ساتھ اُس نے اچھا سلوک نہ کیا تھا اور اب وہ اُسے کبھی نہ دیکھ سکے گی۔

پھر اتوار کے دن جب اسکوں کا وقت ختم ہوا تو گرجا کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ وہ اُس وقت بجائی جاتی تھیں جب کسی کی آخری رسومات ادا کی جانی ہوتی تھیں۔ لوگ گرجا میں جمع ہونے لگے وہ ان تینوں لڑکوں کی پڑا سار مرمت کے بارے میں چکے چکے آئیں کہ رہے تھے۔ گرجا کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب وہاں اتنی بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوئے تھے۔ خالہ پولی سڈ اور میریا کے ساتھ آئیں۔ ان کے بعد بار پر خاندان کے لوگ بھی آگئے۔ وہ سب سیاہ کپڑے پہنے تھے۔ جب تک یہ لوگ بیٹھنے میں گئے۔ سب لوگ کھڑے رہے۔ پھر پادری صاحب آئے اور

دعائیں پڑھنے لگے۔ اس کے بعد حمدیہ گیت گئے گئے۔ پھر پادری صاحب نے ان تینوں لوگوں کے حق میں دعائے مغفرت کی۔ اس دعا کے دوران ہال میں رونے اور سکیاں بھرنے کی آوازیں گوئیں بخشنے لگیں۔

پھر اچانک گرجا کے دروازے پر کچھ شور ہوا۔ پادری صاحب نے اپنی آنسو بھری آنکھوں پر سے رو مال ہٹایا اور سامنے دروازے کی طرف دیکھا۔ دوسرا ہی لمحے ان کی آنکھیں جیرت سے کسلی کی کھلی رہ گئیں۔ ان کو اس طرح دیکھتے ہوئے جب لوگوں نے گردیں موڑ کر دروازے کی طرف دیکھا تو ان کی حالت بھی پادری صاحب سے مختلف نہ ہوئی۔ وہ تینوں لوگوں کے جن کی آخری رسومات ادا کرنے کے لیے وہ گرجا میں جمع ہوئے تھے دروازے سے اندر داخل ہو رہے تھے۔ ٹام سب سے آگئے تھا۔ اس کے چھپے جو ہار پر اور مکمل بیری فن تھے۔ وہ گرجا کے پچھلے حصے میں چھپتے ہوئے تھے۔

خالہ پولی، میری اور مسز بار پرنے ٹام اور جو کو اپنی طرف کھینچنے ہوئے انھیں لپٹا لیا۔ اور انھیں بے تحاشا پیار کرنے لگیں۔ بے چارا ہک تنہا کھڑا رہ گیا۔ اس کی سمجھیں نہ آرہا تھا وہ کہاں جائے، کہاں جا چھپے۔ اسی وقت ٹام نے اس کا بازو پکڑ لیا اور خالہ پولی سے بولا: «خالہ پولی۔ یہ اچھی بات نہیں کسی کوہک کو دیکھو کر کبھی انہمارِ مسترت فرود کرنا چاہیے یا ہاں۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ بے چارا بے ماں لا بچہ بھی بخیریت و عافیت داپس آگیا ہے۔» خالہ پولی نے کہا اور پک کو لپٹاتے ہوئے اس کے سر پر باہم پھری نے لگیں۔

اسی وقت پادری صاحب کی آواز بلند ہوئی:

«اللہ کا شکر، جالا و۔ اس کی حمد و شناکرو جس نے تم پر اپنی بے پناہ رحمتیں اور برکتیں نازل کیں یہ

سب لوگ پادری صاحب کی آواز میں ملا کر مناجات پڑھنے لگے۔ ٹام نے ادھر ادھر

نظر دڑھائی۔ یہ اس کی زندگی کا سب سے شان دار دن تھا۔ اس کا منصوبہ تھا کہ وہ عین اپنی آخري رسومات کی ادائی کے وقت گر جائیں داخل ہوں گے بہت کام یاب رہا تھا۔ اس منصوبے کی کام یابی نے انھیں گاؤں والوں کی نظرؤں میں ہیر و بنا دیا تھا۔ حالہ پولی اس کی اس طرح واپسی پر اتنی خوش تھیں کہ اس پر ناراض ہونا بھی بھول تھیں۔

پھر جب ٹام اسکول پہنچا تو اس نے دہاں سب بچوں کو اپنے کارناموں کے بارے میں بتائیں کرتے ہوئے پیا۔ وہ سب اس پر شک کر رہے تھے اور خواہش کر رہے تھے کہ کاش انھیں بھی اس کی طرح کوئی کارنامہ یا حسم انجام دینے کا موقع مل جلتے۔

دن گزنتے رہے۔ یہاں تک کہ اسکول کی چھٹیاں ہو گئیں۔ یہی تھی جب ٹام کی گھری دوست بن گئی تھی۔ چھٹیاں ہونے کے بعد وہ روزانہ شام کو ٹام کے ساتھ کھیلے آتی رہی پھر اس کے ماں باپ اُسے اپنے ساتھ ایک دوسرے شر لے گئے۔ اس کے جلنے کے چند دنوں بعد ٹام کے خسرہ نکل آئی اور اُسے میں ہفتوں تک بتر پر لیٹے رہنا پڑا۔

اب وقت آگیا تھا کہ مف پاٹر پڑا کٹ رابن سن کو قتل کرنے کے جرم میں مقدمہ چلا یا جاتا۔ سارے گاؤں میں اس کے متعلق بتائیں ہو رہی تھیں اور ٹام انھیں میں سُن کر خوف زدہ ہو رہا تھا۔ ایک دن وہ ہک سے ملا اور اُسے ایک محفوظ جگہ پر لے گیا جہاں وہ دونوں آپس میں بتائیں کر سکتے تھے۔

”ہک۔ کیا تم نے کسی کو اس کے متعلق بتایا ہے؟“  
”کس کے متعلق؟“

”تم خوب جانتے ہو کہ میرا کیا مطلب ہے؟“  
”نہیں! ہرگز نہیں۔“

”ایک لفظ بھی نہیں ہے“

”ہاں ایک لفظ بھی نہیں۔ لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو ہے؟“

”بات یہ ہے بک کر میں بہت خوف محسوس کر رہا ہوں یہ“

”ٹام۔ اگر ابھن جو کو تم پر کوئی شک ہو گیا تو، تم زیادہ دیر تک زندہ نہ رہیں گے۔ اسے یاد رکھنا یہ“

”ہاں میں جانتا ہوں۔ آؤ، تم ایک مرتبہ پھر آپس میں عمد کریں کہ ہم نے جو کچھ دیکھا تھا اس کے بارے میں خاموش رہیں گے۔“

چنانچہ ان دونوں نے ایک بار پھر ایک دوسرے کے سامنے عمد کیا کہ وہ کبھی کسی کو یہ نہ بتائیں گے کہ وہ اس قتل کے متعلق کچھ جانتے تھے۔

”بے چارہ مف پاٹڑ“ ہک بولا۔ مجھے اُمید نہیں کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنی بے گناہی ثابت کر سکے گا۔ نہیں کیا اس پر ترس نہیں آتا ٹام؟“

”آتا ہے۔ وہ مجھ پر ہمیشہ بہت محربان رہا ہے۔ وہ اکثر میری پنگیں اور میری چھلیاں کٹنے والی فسی ٹھیک کر دیا کرتا تھا۔ میری خواہش ہے کہ ہم دونوں میں کہ اس کو بچانے کی کوشش کریں یہ۔“

انھوں نے خاصی دیر تک آپس میں باتیں کیں۔ پھر وہ دونوں مل کر اس چھوٹے سے قید خانے میں گئے جمل میف پاٹڑ کو قید رکھا گیا تھا۔ اس کے باہر کوئی گارڈ وغیرہ نہیں تھے میف پاٹڑ اس وقت زین پر بیٹھا ہوا تھا۔ انھوں نے کھڑکی کے راستے اُسے تھوڑا سا نہ کو اور ماچن دی۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اس غریب آدمی نے اس تحفے پر ان کا بہت شکریہ ادا کیا۔

”تم بہت اچھے ہو۔ یہ تحفہ جو تم نے مجھے دیا ہے، اس پیش متحارا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں“ اس نے کہا۔ ساری آبادی اس وقت مجھے بُھلا بیٹھی ہے لیکن تم نے مجھے

نہیں بھلایا۔ میں نے ایک بُرا کام کیا تھا اور اب اس کی سزا بھگت نہ ہوں۔ میں تم دونوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ بھی شراب نہ پینا۔ شراب بہت بُری چیز ہے۔ آدمی کو بالکل برباد کر کے رکھ دیتی ہے ॥

جب نام واپس گھر پہنچا تو وہ بہت اداں تھا۔ اس رات اُسے نیند میں خوف ناک خواب دکھائی دیتے رہے۔ انگلے دن وہ عدالت کے باہر جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا دل اندر جانے کو بہت چاہ رہا تھا۔ مگر وہ اس کی ہمت نہ کر سکا۔ اس سے انگلے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ لے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ الجن جو لپنے بیان پر قائم تھا اور کوئی بھی اُسے جھوٹا ثابت نہ کر سکتا تھا۔ مُقدّسے کی سماعت کے دوسرے دن یہ صاف دکھائی دینے لگا تھا کہ میف پاٹر کو قتل کا مجرم قرار دے کر سزا سنادی جائے گی۔

اس رات ٹام بہت دیر تک گھر سے باہر رہا۔ وہ کھڑکی کے راستے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا اور اس وقت وہ جوش میں دکھائی دے رہا تھا۔ اس رات اُسے نیند بھی بہت دیر سے آئی۔ انگلے دن گاؤں بھر میں بہت جوش و خوش پھیلا ہوا تھا۔ وہ ایک اہم دن تھا۔ کافی انتظار کے بعد ارکین جیوری عدالت میں داخل ہوئے اور یعنی نشستوں پر جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد میف پاٹر کو وہاں لا یا گیا۔ وہ بہت مایوس اور غمگین دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے کارنگ پیلا پڑا ہوا تھا۔ اُسے ایسی جگہ بٹھایا گیا، جہاں ہر شخص اُسے دیکھ سکتا تھا۔ الجن جو بھی عدالت میں موجود تھا۔ پھر حج صاحب تشریف لے آئے اور عدالتی کارروائی شروع ہو گئی۔

ایک آدمی نے بیان دیا کہ اس نے قتل کی رات کو مف پاٹر کو دیا پر اپنے کپڑے دھوتے ہوئے دیکھا تھا۔ ایک دوسرے آدمی نے بیان دیا کہ اس نے مف پاٹر کا چاقو مقتول ڈاکٹر کی لاش کے قریب پڑا ہوا پایا تھا۔ تیسرا آدمی نے بیان دیا کہ وہ چاقو واقعی مف پاٹر ہی کا تھا۔

وہ اُسے بارہا اس کے ہاتھ میں دیکھ چکا تھا۔ میف پاڑ کے دکیل نے کسی سے کوئی سوال نہ کیا۔ اس طرح میف پاڑ کی پوزیشن اور بھی نازک ہو گئی۔ پھر اچانک ایک آواز عدالت میں گوئی۔  
”تمام سائز کو بلا و آئے“

عدالت میں موجود تمام لوگوں کے سرثام کی طرف گھوم گئے۔ ثام اپنی سے اٹھ کر چلتا ہوا گواہوں کے کھترے میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے انخلی مقدم پر ہاتھ رکھ کر صحیح بولنے کا حلف اٹھایا۔

”تمام سائز جوں کی سترہ تاریخ کو آدمی رات کے وقت تم کہاں تھے؟“  
ثام نے جلدی سے انجن جوکی طرف دیکھا۔ مگر اس سے کچھ بولانہ گیا۔ سب لوگوں کی نظری اس کے چہرے پر گڑای تھیں۔ مگر وہ خاموش تھا۔ پھر چند منٹ گزرنے کے بعد اس نے آہستہ سے کہا۔

”قبرستان میں یہ  
”ذرا اونچا بولو۔ اور درونہیں یہ  
”قبرستان میں یہ  
”کیا تم ہوس دیم کی قبر کے قریب موجود تھے؟“  
”ہاں جانب یہ“

”تم اس قبر کے کتنے قریب تھے؟“

”جتنا کہ آپ کے قریب ہوں یہ“

”کیا تم پھٹے ہوئے تھے؟“

”جی ہاں۔“

”کہاں؟“

”قبر کے قریب ایک درخت کے پیچے ہے۔“

»کیا اس وقت کوئی اور بھی تھارے ساتھ تھا؟“

”جی ہاں۔ میرے ساتھ...“

”بس۔ بس۔ مکھیں اپنے ساتھی کے بارے میں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں۔ وقت آنے پر، تم اس کا بیان بھی لے لیں گے۔ کیا تم اپنے ساتھ کچھ لے کر وہاں گئے تھے؟“

ٹام اس کا جواب نہ دینا چاہتا تھا۔

”بناوٹ کے تم وہاں اپنے ساتھ کیا چیزیں کر گئے تھے؟“

”ایک مری ہوئی تھی۔“

ٹام کے جواب پر کمرہ عدالت میں ایک قعده بلند ہوا۔ پھر زخم نے سب کو خاموش کر دیا۔

”تم اس بھی کا دھانچہ ضرور دیکھیں گے۔ ہاں تھام سائر تم، میں تمام واقعات بلا خوف و پچھاہٹ کرہ سناؤ۔“

ٹام نے اس رات قبرستان میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں بتانہ شروع کیا۔ پسلے پسلے دکڑ کر اور ڈر ڈر کر سنا تاریا۔ پھر وہ تیزی اور روانی کے ساتھ بڑی بے خوفی سے اپنا بیان دینے لگا۔ کمرہ عدالت میں بالکل سناٹا چھالا گیا تھا۔ ہر آنکھ اس پر جمی ہوئی تھی۔ ہر کوئی فرط حیرت سے منہ کھولے اس کی زبانی اس رات کے بھی انک واقعے کی تفصیل سن رہا تھا۔ پھر

جب ٹام نے کہا:

”جو نہی ڈاکٹر نے لکڑی کا نٹھ گھا کر مف پاٹر کے سر پر رسید کیا تو مف پاٹر میں پر گر گر گیا۔ انہی جو ہاتھ میں مف پاٹر کا چاقو یہے اچھل کر ڈاکٹر پر...“

تو اسی وقت انہیں جو بھلی کی سی سرعت کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑکی سے باہر کو گیا اور انہا دُھندا ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔

# خزانے کی تلاش

یوں ایک بار پھر ٹام کو قصہ ہے والوں کی نظر میں ایک ہیرو کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس دن ٹام بے حد خوش تھا۔ ہر کوئی اس کی تعریف کر رہا تھا اور اس کے متعلق اجھی رائے کا انظمار کر رہا تھا۔ لیکن ٹام کو اب ان جن جو کی طرف سے مسلسل خطرہ لا جت رہے تھے لگا تھا۔ اس کی راتیں بڑی بے آرامی سے کٹتے لگی تھیں۔ اُسے خوابوں میں ان جن جو دکھائی دیتا تھا۔ اب وہ راتوں کو گھر سے باہر بھی نہ نکلتا تھا۔ ہر بھی بہت خوف زد تھا۔ ٹام نے عدالت میں ڈاکٹر رابن سن کے قتل کی تمام کمائی کرہے سنائی تھی۔ لیکن اس نے اس کا نام نہ لیا تھا۔ ہر کو فقد شد تھا کہ اگر ان جن جو کو اس کے بارے میں معلوم ہو گیا تو اس کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی۔ ان جن جو کو تلاش کر کے لانے والے شخص کے لیے انعام کا اعلان کیا گیا تھا۔ اُسے قصہ میں اور اس کے آس پاس ہر جگہ تلاش کیا گی۔ مگر وہ کہیں بھی نہ مل سکا۔ دن آہستہ آہستہ گزرتے جا رہے تھے۔

ٹام اور بک نے فیصلہ کیا کہ انہیں زین میں کوئی دفن شدہ خزانے تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ٹام کو یقین تھا کہ قصہ میں اکثر جگنوں پر زین میں کافی خزانے دفن ہیں۔ چنانچہ اب وہ خزانوں کی تلاش میں اکثر مقامات پر کھڑا ہی کرنے میں مصروف رہنے لگے۔ انہیں جب بے شمار جگنوں کی تلاش کے باوجود کوئی پھیلوپی کوڑی بھی دست یاب نہ ہو سکی تو ٹام نے فیصلہ

کی کہ انھیں آسیب زدہ مکان میں جا کر خزانہ تلاش کرنا چاہیے۔

«آسیب زدہ مکان میں ہیں تو وہاں جانا پسند نہ کروں گا نام یہ بک بولا۔» وہاں سنا ہے کہ بھوت رہتے ہیں۔ وہ وہاں آنے والے شخص پر ایک دم، ہی سوار ہو جلتے ہیں اور خوف ناک قسم کی آوازیں نکالنا شروع کر دیتے ہیں یہ

«ہاں یہ تو ہے لیکن بھوت عرف رات کے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ دن کے وقت وہ کسی کو کچھ نہیں کہتے یہ نام بولا۔

بک مان گیا۔ چنانچہ انھوں نے طے کیا کہ وہ اگلے دن دوپہر کو ملیں گے۔

اگلے دن دوپہر کو جب وہ اس آسیب زدہ مکان پر پہنچے تو وہ دونوں خاصے خوف زدہ ہور بے تھے۔ وہ مکان واتھی ایک آسیب زدہ مکان معلوم ہو رہا تھا۔ اس کی اکثر دیواریں گر چکی تھیں۔ کھڑکیوں کے شیشے غائب تھے اور ہر جگہ لمبی لمبی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ وہ دبے پاؤں چلتے ہوئے دروازے تک جا پہنچے اور اندر جھانکنے لگے۔ انھوں نے دیکھا کہ کمرے میں ایک طرف ایک ٹوٹا پھوٹا آتش دان تھا اور ایک طرف لوٹی پھوٹی میٹھیاں تھیں۔ پہ طرف جا بجا ملبے کے ڈھیر اور مکڑیوں کے جائے تھے تھے۔ وہ دبے پاؤں چلتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ وہ رگوشیوں میں تباہی کر رہے تھے۔ ذرا سی آواز پر وہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہونے کے لیے تیار تھے لیکن جب اندر داخل ہو گئے تو ان کا خوف خاصی حد تک کم ہو گیا۔ وہ گھوم پھر کر اس جگہ کا جائزہ لینے لگے پھر انھوں نے فیصلہ کیا کہ انھیں میٹھیاں چڑھ کر اوپر جانا چاہیے انھوں نے اپنے اوزار ایک کونے میں پھینکے اور میٹھیاں چڑھ کر اوپر چلے گئے۔ وہاں ان کی دلچسپی کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ انھوں نے اس جگہ کو اچھی طرح دیکھا بھالا۔ پھر واپس نیچے آنے کے لیے میٹھیوں کی طرف بڑھ گئے۔ اسی وقت نام نے ایک دم ہی بک کا بازو پکڑ لیا۔

«شش یہ

”کیا بات ہے؟“ بک نے مرگوشی میں پوچھا۔ وہ ایک دم خوف زدہ ہو گیا تھا۔  
”شش۔ کیا تم کچھ نہیں سُن رہے ہیں؟“

”ہاں مجھے کچھ آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ آؤ یہاں سے بھاگ چلیں۔“  
”خاموش! ہم معلوم ہوتے! وہ دروازے کی طرف آرہے ہیں۔“

دونوں رٹ کے فرش پر لیٹ گئے اور اپنی آنکھیں لکڑی کے تختے میں بنے ہوئے سوراخ پر جا دیں۔ وہ دونوں بہت خوف زدہ ہو رہے تھے۔

”وہ رُک گئے ہیں۔ نہیں۔ وہ آرہے ہیں۔ بس اب چپ ہی رہو گے۔ کاش میں یہاں نہ آیا ہوتا یہ۔“

پھر دوآدمی کمرے میں داخل گئے۔ ان میں سے ایک تو وہ گونگا براہ پانوی تھا جو دو تین مرتبہ اس قصبے میں دکھائی دیا تھا اور دوسرا کوئی اجنبی شخص تھا۔ اس شخص نے پچھے پرانے کپڑے میں رکھتے اور بڑا سخت گیر دکھائی دیتا تھا جب کہ پانوی نے ایک کمبیل اور ڈرکھاتھا۔ اس کی موچپیں اور دار ہمی سفید تھیں۔ اس کے سفید بال اس کے ہیٹ سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ وہ دونوں آدمی اندر داخل ہوتے ہی دروازے کی طرف مُنکھ کر کے دیوار سے پشت لگا کر بیٹھ گئے۔ ”نہیں۔“ دوسرا آدمی کہنے لگا۔ ”میں نے اس کے متعلق غور کیا ہے۔ میں اُسے پسند نہیں کرتا۔ یہ خطرناک ہے؟“

”خطرناک ہے گونگا براہ پانوی بولا۔“ بُرڈل کہیں کے؟“  
اُسے بولتے سُن کر لڑکوں کو حیرت تو ہونی ہی تھی۔ لیکن اُس کی آواز کو پہچانتے ہی انھیں حیرت کا ایک اور شدید دھچکا رکا۔ وہ گونگا براہ پانوی انہیں جو تھا۔ تھوڑی دیر تک ان دونوں آدمیوں کے درمیان خاموشی رہی۔ پھر انہیں جو بولا۔

”سنولٹ کے۔ تم دریا پر والپس چلے جاؤ اور میرے پیغام کا انتظار کرو۔ میں حالات کا جائزہ  
۴۶

لینے ایک بار پھر قصیبے کا چلکر لگاؤں گا۔ ہم وہ "خطرناک" کام بعد میں کر لیں گے۔ جب یہ رے خیال میں وہ کرنے کے لیے مناسب وقت ہو گا۔ اس کے بعد ہم دونوں ٹیکساں چلے جائیں گے۔ دوسرا آدمی راضی ہو گیا۔ انہیں جونے کہا کہ وہ بہت تھکا ہوا ہے اور سونا چاہتا ہے۔ اس لیے وہ ذرا خیرگیری کرتا رہے۔ پھر وہ وہیں لیٹ گیا اور جلد ہی خراٹے لینے لگا۔ دوسرا آدمی تھوڑی دیر تک اُسے دیکھتا رہا۔ پھر وہ بھی اونٹھنے لگا اور جلد ہی وہ بھی نہیں پر لیٹ کر گئی نہیں سو گیا۔

"آواب ہم یہاں سے چلیں" ٹام نے مرگوشی میں کہ سے کہا۔

"نہیں، میں نہیں جاتا۔ اگر ان میں سے کوئی جاگ گیا تو ہم مارے جائیں گے"

ٹام نے اُسے سمجھانے کی کوشش کی مگر کہ بست ڈرا ہوا تھا۔ اس پر ٹام خود اپنی جگہ سے اٹھا اور بیٹھیوں کی طرف ہو لیا۔ اس نے بہت احتیاط اور آہستگی کے ساتھ اپنا پاؤں تختے پر پر رکھا۔ تختے میں سے چڑھا ہٹ کی ہلکی سی آواز ابھری۔ ٹام ڈر کے مارے اپنی جگہ پر منحد سا ہو گیا۔ اش نے فوراً ہی اپنا پاؤں والپس کھینچ لیا۔ اب دونوں لڑکے سانس روکے نیچے سے آنے والی آوازوں کا انتظار کرنے لگے کتنی ہی دیر گزر گئی۔ سورج اب غروب ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

پھر خراٹوں کی ایک آواز بند ہو گئی۔ انہیں جو اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے دیکھا اس کا دوست گھری نیتہ سویا ہوا ہے۔ اس نے اُسے جھینچوڑ کر جگایا اور بولا:

"اچھے محافظ ہو تم۔ شکر ہے یہاں کوئی آئیں گیا۔ چلو! اٹھو اب ہمارے چلنے کا وقت آگیا ہے لیکن ہم یہاں چھوڑی ہوئی رقم کا کیا کریں؟"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ اُسے ہمیشہ کی طرح میں چھوڑ دو۔ ہمارے جنوب کی سمت سفر کرنے تک یہ رقم ہیں رہنی چاہیے۔ سارا ہم چھے سو ڈالریوں ساتھ لیے پھرنا مناسب بھی نہیں"

”چلوٹھیک ہے، پھر یہ رقم ہمیں رہے گی۔“

”ہمیں رات کو یہاں آنا چاہیے۔ جیسے ہم ہمیشہ آتے رہے ہیں یہ۔“

”لیکن ہمارے یہ باقاعدگی سے یہاں آتے رہنا مشکل ہوا ہے۔ اکثر اوقات ہمیں کچھ ضروری کام پڑھاتے ہیں اور اکثر اوقات ہمارے ساتھ کچھ حادثات وغیرہ ہیش آ جاتے ہیں۔ ہم اس رقم کو یہاں نہیں میں گھر ادن کر دیتے ہیں۔“

”اچھا خیال ہے۔“ دوسرے آدمی نے کہا۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور آتش دان کی طرف جا کر اس کے پیچھے سے ایک بھاری پتھر ایک طرف سر کا دیا۔ اس کے نیچے گراہے میں ایک تھیلی پڑی تھی۔ اس نے وہ تھیلی کھوں کر اس میں سے تیس ڈالرنکاں کر انہن جو کو دیے اور تیس ڈالر اپنی جیب میں ڈال لیے۔ انہن جونے اپنا چاقو نکالا اور کونے میں جا کر زمین کھو دنے لگا۔

لڑکے اپنا تمام خوف بھول چکے تھے۔ وہ ہمکیتی آنکھوں سے ان آدمیوں کی ہر حرکت کا جائزہ لے رہے تھے۔ کیا خوش قسمتی تھی ان کی بس اڑھے چھ سو ڈالر کی رقم انہیں امیر بننے کے لیے کافی تھی۔ ان کی خزانے کی تلاش کیسی کام یا ب ثابت ہوئی تھی۔

پھر انہن جو کا چاقو کسی چیز سے ٹکرایا۔

”اوہ۔ یہ تو ایک صندوق ہے۔ آؤ ذرا سے باہر نکالنے میں میری مدد کرو۔“

دو توں آدمیوں نے مل کر وہ صندوق نہیں سے کھوڈنکالا۔ اس میں سونے کے سکے بھرے ہوئے تھے۔

”آپا۔ یہ تو ایک خزانہ ہے۔ ہزاروں ڈالر ہوں گے یہ تو یہ انہن جو مستر سے بولا۔“

”کہا جاتا ہے کہ مورل کے لیبرے اپنا لوٹ مار کا مال یہاں دن کیا کرتے تھے؟“ اس کا ساتھی بولا۔ ”لیکن یہ بیلچہ اور پھاڑا کس کے ہیں جنہیں ہم نے استعمال کیا ہے؟“

”میرا دھیان اس طرف نہیں گیا۔ شاید کوئی یہاں آیا ہوگا اور اپنی یہ چیزیں یہاں ڈال گیا۔“

ہرگز اب جو بولا۔

”میرے خیال میں اب تھیں وہ کام کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی“ دوسرا آدمی بولا۔

”میں صرف ٹوٹ مار کے لیے ایسے کام نہیں کرتا۔“ اب جو بولا۔“ میں انتقام چاہتا ہوں۔

مجھے اس میں تمہاری مدد کی ضرورت ہوگی۔ جب یہ کام ختم ہو جاتے گا تو ہم سیکسas روانہ ہو جائیں گے۔ ہاں اب تم اپنے بیوی پھول کے پاس گھر جاؤ اور میرے پیغام کا منتظر کرو۔“

”ٹھیک ہے لیکن ہم اس کا کیا کریں۔ کیا اُسے دوبارہ زین میں دفن کر دیں؟“

”ہاں۔ نہیں ٹھیر دو۔ تم نے اس نیچے اور پھاولڑے کی بات کی تھی۔ یہ چیزیں بھلا کون

یہاں ڈال گیا ہو گا۔ کیا کسی نے ہمیں اس جگہ آتے دیکھ لیا ہے؟“

”وہ شخص جب اپنی چیزیں لینے یہاں آتے گا تو یہاں تازہ مٹی کھدی دیکھ کر شک میں پڑ جائے گا۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہم یہ صندوق دوبارہ یہاں نہ دفنائیں۔ بلکہ اپنے ساتھ لے چلیں۔“

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔ کیا نمبر ایک میں ہے؟“

”نہیں نہردوں میں۔ پہلی جگہ بہت بڑی ہے۔“

”چلو پھر۔ اندھیرا ہونے کو ہی ہے۔“

اب جو اپنی جگہ سے اٹھا اور ہر کھڑکی میں جھانک کر باہر کی جانب سے پوری تسلی کر لینے کے بعد والپیں آگیا۔

”یہ پھاولڑا اور بیلچی آخر یہاں کون لاسکتا ہے؟ کہیں انھیں لانے والا اور تو نہیں چھپا ہوا۔“ اس کے ان الفاظ نے دونوں لڑکوں کی جان ہی نکال لی۔ اب جو نے اپنا چاقو نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور سیر ہیوں کی طرف بڑھ گیا۔ لڑکے دہشت سے نیم مردہ سے ہر ہے تھے۔ جب اب جو نے پہلے تنخے کے بعد دوسرے تنخے پر قدم رکھا تو وہ بلند چرخ پر ہٹ کے ساتھ ٹوٹ گیا اور اب جو نیچے ملیے کے ڈھیر پر جا گرا۔

”میرے خیال میں اپر کوئی بھی نہیں ہو گا۔“ دوسرا آدمی بولا۔ ان بو سیدہ تختوں والی سیر ڈھنی پر چڑھ کر کوئی بھی اپر نہیں جا سکتا یہ۔

انجمن جو کپڑے چھاڑتا ہوا زمین سے اٹھ گیا۔

”ہاں یہ سیر ڈھنی کسی کا وزن نہیں سہار سکتی۔ چلواب یہاں سے چلپیں یہ۔

انھوں نے صندوق اٹھایا اور تاریکی میں اس جگہ سے نکل کر دریا کی سمت ہو لیے۔

ٹام اور ہبک دیوار میں بننے ہوئے سوراخوں میں سے انھیں جاتا دیکھتے رہے۔ پھر جب وہ نظروں سے اوچبل ہو گئے تو وہ اس جگہ سے باہر نکلے اور تیزی سے گاؤں کی سمت ہو لیے۔ انھوں نے آپس میں زیادہ باتیں نہیں۔ اس وقت انھیں اپنے آپ پر بے حد خصتمہ آ رہا تھا۔ انھوں نے اپنا سیلچہ اور بھاڑا اس جگہ چھوڑ دیا تھا جہاں وہ انجن جو اور اس کے ساتھی کی نظروں میں آگیا تھا۔ اگر وہ اپنی یہ چیزیں وہاں نہ چھوڑتے تو انجن جو اور اس کا ساتھی کبھی یوں مشکوک نہ ہوتے اور وہ خزانے والا صندوق اسی جگہ دبا کر والپیں چلے جاتے اور اس طرح وہ اور ہبک اس خزانے کو حاصل کر لیتے۔ کیا بد قسمتی تھی ان کی بھی! انھوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اس ہسپانوی کو تلاش کرنے کی کوشش کریں گے اور اس کا تعاقب کر کے نمبر دو کا پتا چلا دیں گے۔ پھر ایک خوف ناک قسم کا خیال ٹام کے ذہن میں آیا۔

”انجن جو انتقام کی بات کر رہا تھا۔ اس کا کیا مطلب تھا ہبک؟“

”علوم نہیں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا یہ۔“

وہ اس منحصرہ پر بآپیں کرتے رہے۔ پھر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ شاید انجن جو کسی شخص سے انتقام لینا چاہتا ہے اور وہ شخص غالباً ٹام جی ہو سکتا تھا کیون کہ اسی نے عدالت میں اس کے خلاف گواہی دی تھی۔

## نمبر دو گھاں ہے؟

اس رات غریب نام کو بُرے بُرے خواب دکھائی دیتے رہے۔ چار مرتبہ اس کے ہاتھ خزانے تک پہنچے اور چاروں مرتبہ اُس نے اُسے کھو دیا۔ جب وہ صبح نیند سے بیدار ہوا تو اُسے گزشتہ روز پیش آنے والی ہربات ایک خواب معلوم ہو رہی تھی۔ وہ بستر سے اٹھا۔ ناشہ کیا اور بُک سے ملنے کھر سے نکل کھڑا ہوا۔

پُک اس وقت ایک پانی بھرے ڈول میں پاؤں ڈالے بیٹھا تھا۔ وہ اس وقت بہت ناخوش دکھائی دے رہا تھا۔ ٹام نے فیصلہ کیا کہ وہ گزشتہ روز پیش آنے والے واقعات پر اس سے خود کوئی بات نہ کرے گا۔ اگر بُک نے اس بارے میں کچھ نہ کہا تو وہ سمجھ لے گا کہ وہ سب کچھ ایک خواب ہی تھا۔

«ہیلو بُک۔»

«ہیلو ٹام۔»

دونوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھاگئی۔ بھر کپ بولا:

«ٹام۔ اگر ہم وہ اوزار اپنے ساتھ نہ لے جاتے تو وہ خزانہ حاصل کرنے میں کام یاب ہو جاتے۔

ہانے یہ کتنا افسوس ناک ہے؟»

”تو پھر یہ کوئی خواب نہیں تھا یہ ٹام نے کہا۔

”کیا خواب نہیں تھا ہے؟“

”وہی جو کچھ مل ہوا۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ شاید وہ کوئی خواب ہے یہ۔“

”خواب ہے اگر وہ سیر ہیاں نہ ٹوٹ جاتیں تو تم دیکھتے کہ یہ کہاں تک خواب ہے میں بھی ساری رات خواب دیکھتا رہا ہوں۔ اور ہر خواب میں مجھے وہ ہپانوی بدمعاش دکھائی دیتا رہا ہے یہ۔“

”ہمیں اُسے اور خزانے کو تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے یہ۔“

”ٹام ٹام اُسے کبھی نہ تلاش کر سکیں گے۔ مجھے یقین نہیں کہ وہ اب ہمیں کبھی دکھائی بھی دے گا۔“

”میں جانتا ہوں۔ میں بھی کچھ خوف زدہ ہو گیا ہوں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ اُسے تلاش کیا جائے اور اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس کے نمبر دو تک پہنچا جائے یہ۔“

”نمبر دو۔ ہاں۔ میں بھی اسی کے بارے میں سوچتا رہا ہوں۔ لیکن اس نمبر دو کا کیا مطلب ہے یہ۔“

”یہ میں نہیں جانتا۔“ ٹام بولا۔ پھر اُس نے تھوڑی دیر کے لیے کچھ سوچا اور کہا۔ ”میرے خیال میں یہ کسی مکان کا نمبر ہو سکتا ہے۔“

”نہیں ٹام۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہے تو یہ اس جگہ نہیں ہو گا۔ یہاں مکانوں کے کوئی نمبر نہیں ہیں۔“

”شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن یہ کسی مرانے کے کمرے کا نمبر بھی تو ہو سکتا ہے۔“

”اوہ! یہ تم نے ٹھیک کہا۔ یہاں صرف دوسرائیں ہیں۔ ہم ان میں بڑی آسانی سے دو نمبر کے کمرے تلاش کر سکتے ہیں۔“

”تم یہیں ٹھیرو ہیک۔ میں جانتا ہوں۔ یہ ٹام نے کہا اور فوراً ہی قبیلے کی سمت روانہ ہو گیا۔ گاؤں پہنچ کر اس نے پہلی سرائے کا رُخ کیا۔ دباؤ سے اُسے معلوم ہوا کہ اس کا دو نمبر کا کمرہ ایک

نجوان وکیل نے لے رکھا تھا۔ وہ دہال خاص سے عرصے سے رہ رہا تھا اور اس وقت بھی ود کمرے میں موجود تھا۔ دوسری سرائے میں دونبڑ کا کرد بہت پُر اسرار بناء ہوا تھا۔ سرائے دار کے میٹھے نے ٹام کو بتایا کہ کمرے میں ہر وقت تلاں لگا رہتا ہے۔ اس نے سوائے رات کے وقت کے کسی کو اس کمرے سے باہر نکلتے نہ دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ اس نے گزشتہ رات اس کمرے میں روشنی ہوتے دیکھی تھی۔

"میرا خیال ہے بک۔ یہی وہ نمبر دو ہے جسے ہم تلاش کر رہے ہیں؟"

"ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"

ٹام نے تھوڑی دیر کے لیے کچھ سوچا۔ پھر اس نے کہا:

"میں نے یہ معلوم کیا ہے کہ اس دونبڑ کے کمرے کا پچھلا دروازہ سرائے اور ایک پرانی اینٹوں کی دکان کے درمیان واقع ایک گلی میں کھلتا ہے۔ اب تم جتنی چابیاں لکھنی کر سکتے ہو کرو۔ میں بھی خالہ کی تمام چابیاں لے آتا ہوں۔ جب کوئی اندر ہیری رات آئے گی تو ہم اس کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کریں گے۔ یہیں اجنبی جو کا خیال رکھنا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ یہاں کا جائزہ لینے جلد ہی واپس آئے گا۔ یاد ہے؟ اگر تم اُسے دیکھ دی تو اس کا تعاقب کرنا شروع کر دو۔ اگر وہ اس دونبڑ کے کمرے میں نہ گیا تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے صحیح جگہ نہیں تلاش کی۔"

اس رات ٹام اور بک اپنی ہم پر چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ دوسرائے کے قریب پہنچ کر رات کے نو بجے تک انتظار کرتے رہے۔ ان میں سے ایک نے گلی پر نظر کھی ہوئی تھی اور دونبڑ نے کمرے کے دروازے پر۔ انھیں کوئی شخص گلی میں داخل ہوتا یا گلی سے باہر جاتا نہ دکھائی دیا۔ نہ ہی انھیں اس ہسپانوی حصی شکل و صورت کا کوئی شخص سرائے میں داخل ہوتا یا باہر نکلتا دکھائی دیا۔ آسمان پر چاند پوری آب و متاب سے روشن تھا۔ اس لیے ٹام گھر چلا گیا۔ اس نے بک سے کہا کہ جب تاریکی خاصی گھری ہو جائے تو وہ اس کے کمرے کی کھڑکی کے نیچے آ کر منہ سے

ہٹی جیسی آواز نکالے۔ پھر وہ دونوں مل کر سڑائے کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور دو نمبر کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کریں گے لیکن سابق رات چاند پوری آب و تاب سے چمکتا رہا۔

منگل کے دن بھی بد قسمتی دونوں لڑکوں پر سایہ کیے رہی۔ پھر بدھ کا دن بھی اسی طرح گزر گیا۔ لیکن جمعرات کی رات کو چاند نہ نکلا۔ ٹام نے اپنی خالہ کا مین کا بنا ہوا یہ پہنچایا اور ایک تو لیے سے اسے ڈھانپے ہوئے کھر سے نکل کھڑا ہوا۔ اس نے اس یہ پہنچایا اور ایک بعد دونوں لڑکے چوکیداری کے لیے سڑائے کے باہر کھڑے ہو گئے۔ آدمی رات ہوتے ہی سڑائے کی تمام روشنیاں بچ گئیں۔ کوئی ہسپا نوی دہاں دکھائی نہ دیا۔ نگلی میں کوئی شخص داخل ہوتا یا دہاں سے نکلتا نظر آیا۔

ٹام نے اپنا یہ پہنچ نکال کر اُسے روشن کیا اور اُسے تو لیے سے ڈھانپے ہوئے سڑائے کی طرف چل پڑا۔ اس نے گلی کے سرے پر پہنچ کر ہب کو دہاں نگرانی کرنے کے لیے کھا اور خود گلی میں داخل ہو گیا۔

ہب گلی کے باہر کھڑا ٹام کی والپی کا انتظار کرتا رہا۔ اُسے دہاں کھڑے کھڑے کافی دیر گزر گئی۔ اُسے اب ٹام کی طرف سے طرح طرح کے خدشات ستانے لگے۔ جانے ٹام کو اتنی دیر کیوں ہو گئی تھی۔ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ پھر اپنک اس نے گلی میں روشنی ہوتے دیکھی۔ ٹام یہ پہنچ لیے دوڑتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔

”بھاگو ہب۔ بھاگو ہب۔“ وہ چھینا۔

ہب فوراً ہی اس کے ساتھ بھاگ اٹھا۔ دونوں لڑکے تیز رفتاری سے دوڑتے دوڑتے قبے کے باہر ایک پرانی سی عمارت میں جا پہنچے۔ جب ٹام کی سائیں اعتدال پر آئیں تو اس نے کہا۔ ”ہب۔ میں پکڑے جانے سے بال بال بچا ہوں۔ میں نے دروازے کے تالے پر دوچا بیاں

آزمائیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ دروازے کو تالاگا ہوا نہیں ہے۔ ان چاہیوں کے تلے میں گھونٹنے سے خاصی بلند آواز پیدا ہوئی۔ پھر جب میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اپنے لیمپ پر سے تو لیہ ہٹایا تو جانتے ہو بک کیا ہوا؟“  
”کیا؟ کیا ہوا؟“

”میرا پاؤں اجنبی جو کے ہاتھ پر پڑتے پڑتے بجا؟“  
”ہو نہیں؟“

”ہاں وہ کمرے کے فرش پر لیٹا ہوا اگری نیند سور جاتھا۔“

”تم نے پھر کیا کیا؟ کیا وہ جاگ گیا؟“

”نہیں۔ اس نے ذرہ بھر بھی حرکت نہیں کی۔ شاید اس نے خوب شراب پی کھن تھی۔ میں وہاں رُکا نہیں اور واپسی کے لیے بھاگ کھڑا ہوا۔“

”مام تم نے کیا وہ صندوق نہیں دیکھا؟“

”نہیں۔ میں اس کے کمرے کا جائزہ لینے کے لیے وہاں ایک منٹ بھی نہیں رک سکا۔ میں نے صرف شراب کی ایک بول اور ایک گلاس اجنبی جو کے پاس فرش پر پڑا ہوا دیکھا تھا اور بس۔“

”اجنبی جو اس وقت شراب کے نشے میں مدھوش پڑا ہے۔ اس لیے ہمارے لیے اس کے کمرے میں جا کر وہ صندوق حاصل کر لینے کا اچھا موقع ہے۔“

”تو تم جاؤ اور صندوق تلاش کر کے بہاں لے آؤ۔“

بک خوف زدہ سا ہو گیا۔

”نہیں۔ یہ مناسب نہیں رہے گا۔ اس میں خطرہ ہے۔“

”ہاں واقعی اس میں خطرہ ہے۔ مام بولا۔ اگر اجنبی جو نے شراب کی ایک بول کے بجانے تین بولیں پی رہتیں تو وہ اتنی گری مدھوشی میں ڈوبتا ہوتا کہ ہم اس کے کمرے میں جا کر ۷۵

آسانی سے وہ صندوق اٹھا کر لاسکتے تھے ॥

دونوں لڑکوں کے درمیان تھوڑی دیر کے لیے گھری خاموشی چھاگئی۔ پھر ٹام بولا:

”پک، ہمیں اس صندوق کو حاصل کرنے کیے اس وقت تک کوئی کوشش نہیں کرنی چاہیے جب تک ہمیں یہ لقینا نہ ہو جائے کہ انہن جو وہاں موجود نہیں ہے۔ اگر ہم ہر رات سرستے کے باہر پڑھ کیداری کریں تو ہم یہ آسانی سے معلوم کر سکتے ہیں کہ انہن جو کب اور کتنی دیر کے لیے اپنے کمرے سے باہر جا رہا ہے۔ اس طرح ہم آسانی سے وہ صندوق حاصل کر سکتے ہیں ॥“

”ہاں یہ مناسب رہے گا ॥“ پک بولا۔ ”راتوں کو انہن جو کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کا کام میں کیا کروں گا۔ دوسرا کام تم کرنا ॥“

”پتوٹھیک ہے۔ تم ہو پر اسٹریٹ پر آکر مجھ سے ملنا۔ اگر میں سویا ہوا ملا تو تم میرے کمرے کی کھڑکی پر پتھر دے مارنا۔ میں فوراً جاگ جاؤں گا۔ اچھا اب میں گھر جاتا ہوں۔ صبح ہونے کو ہے۔ تم جاؤ اور انہن جو کی نگرانی کرو ॥“

”ہاں میں ابھی جاتا ہوں۔ میں اب دن کے وقت سویا کروں گا اور رات کو انہن جو کی نقل و حرکت کی نگرانی کیا کروں گا ॥“

”ٹھیک ہے پھر۔ ہاں تم سویا کہاں کرو گے ہے؟“

”میں راجر کے بھووسے کے گودام میں۔ وہ اکثر مجھے وہاں سونے کی اجازت دے دیتا ہے۔“  
”مجھے دن کے وقت تم سے کبھی ملاقات کی ضرورت نہیں پڑے گی پک۔ اس لیے تم آرام سے سویا کرنا۔ تم اگر کسی رات کوئی غیر معمولی بات رونما ہوتے دیکھو تو سیدھے میرے پاس آ کر بتا دینا۔“

# پک نک

جمہر کی صبح کو ڈام نے ایک نہایت اچھی خبر سنی۔ اس کی دوست بیکی تھی پھر اور اس کا خاندان گزشتہ رات واپس آگئے تھے۔ اب اس کے دن بیکی اور اپنے دوسرے دوستوں کے ساتھ کھیل کو دیں گزرنے لگے اور اس کھیل کو دیں مگر ہو کروہ اجنبی جو کو اور اس کے خزانے کو بھول ہی گیا۔ ایک دن بیکی کی والدہ نے بیکی اور اس کے دوستوں کے لیے ایک پک نک کا پروگرام بنایا۔ ڈام ہر رات ہک کی پکار سننے کے لیے جاگتا رہتا تھا۔ اُسے انتید تھی کہ ہک کسی رات اُسے ضرور پکارے گا۔ پھر وہ مل کر اجنبی جو کا خزانہ حاصل کر لیں گے۔ پھر وہ یہ خزانہ بیکی کو دکھاتے گا۔ لیکن ہک نے اُسے آج تک نہ پکارا تھا۔ اس رات بھی دیر تک جاگتے رہنے کے باوجود اُسے ہک کی جانب سے کوئی آواز نہ سنائی دی۔ جس پر اُسے بہت مایوسی ہوئی۔

اگلے دن صبح دس بجے بچوں کا ایک بڑا سا گروپ بچ تھی پھر کے گھر کے باہر اکٹھا ہو گیا۔ پک نک کے لیے ہر چیز تیار تھی۔ اس پک نک میں بڑوں کو مدعونہ کیا گیا تھا۔ البتہ اس میں اٹھارہ اٹھارہ سال کی نوجوان لڑکیاں اور تیس سال کی عمر کے چند نوجوان لڑکے ضرور شامل تھے۔ سفر کے لیے پرانا چھوٹا جہاز کرائے پر حاصل کر لیا گیا تھا۔ پھر یہ جوش و مسرت سے بھر پاور بچوں کا گروپ پک نک کا سامان اٹھائے قبیلے کی بڑی سڑک پر ہو یا۔ سڑ بیمار تھا۔ اس لیے

وہ پک نک پر نہ جا سکتا تھا۔ میری بھی اس کی تیمارداری کے لیے گھر پر ہی ٹھیکرگئی تھی۔ مسنتر ٹھیکر پر نے بیکی کو اللہ حافظ کہتے ہوئے اس سے کہا تھا۔ ”اس پک نک میں تھیں بہت دیر ہو جائے گی۔ رات کے وقت تم ان رذکیوں کے ساتھ ٹھیکر جانا جو جہاز کے رکنے کی جگہ کے قریب ہی رہتی ہیں۔“ ”میں سوزی ہار پر کے ہاں ٹھیکر جاؤں گی۔“

”ٹھیک ہے۔ لیکن خیال رکھنا کہ تمہاری وجہ سے کسی کو کوئی تنکیف نہ ہو۔“

جب وہ ٹام کے ساتھ چلتی ہوئی بڑی سڑک پر پہنچنی تو ٹام بولا:

”میں تھیں بتاتا ہوں کہ ہمیں کیا کرننا چاہیے۔ ہم پار پر خاندان کے پاس جانے کے بجائے پہاڑی پر چڑھ کر مسزدگلس کے ہاں جائیں گے۔ وہ ہمیں بہت مزے دار آئیں کیم کھلا میں گی اور تمہاری خوب آدم بگت کریں گی۔“

”اوہ! پھر تو بڑا لطف رہے گا!“ بیکی خوش ہو کر بولی۔ پھر اچانک اُسے کوئی خیال آگیا۔ ”لیکن آجی کیا کیسی گی؟“

”انھیں کچھ معلوم ہی کہاں ہو سکے گا؟“

بیکی نے تھوڑی دیر کے لیے کچھ سوچا پھر بولی۔ ”میرے خیال میں یہ مناسب نہیں۔ لیکن...“ ”پریشان مت ہو۔ تمہاری آجی کو کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ پھر تھیں اتنی فکر کیوں ہے؟ وہ حرف اتنا چاہتی ہیں کہ تم خیریت سے رہو۔ میرا خیال ہے انھیں اگر مسزدگلس کے بارے میں یاد ہوتا تو وہ ضرور ہمیں ان کے ہاں جانے کو کہہ دیتیں یا۔“

چنانچہ انھوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنا مسزدگلس کے ہاں جانے کا پروگرام کسی کو نہیں بتائیں گے۔

پھر ٹھیکر جہاز انھیں دریا میں میں میں دوارا یک جنگل کے کنارے لے گیا۔ وہ سب وہاں اُتر پڑے اور ادھر ادھر گھومنے پھرنے لگے اور مختلف کھیل کھیلنے لگے پھر انھوں نے اپنے ساتھ ۸۸

لائی ہوئی ٹوکریوں میں بھری ہوئی مزے مزے کی چیزوں کی کھائیں۔ اس کے بعد وہ درختوں کے سایلوں میں آرام کرنے لیٹ گئے۔ تھوڑی دیر بعد کسی نے چلا کر پوچھا:

”غار میں جانے کے لیے کون کون تیار ہے؟“

تقریباً سب ہی غار میں جانے کے لیے تیار تھے۔ انھوں نے مومن بیان ساتھ لیں اور پہاری کی سمت ہو لیے۔ غار کا دہانہ بیاڑی پر خاصی بلندی پر واقع تھا اور انگریزی حرف اے (A) کی صورت کا تھا۔ اس کا ڈر اس اسٹاہ بلوٹ کا بننا ہوا دروازہ کھلا رہا تھا۔ پھول نے مومن بیان جلائیں اور ایک لمبی سی قطار کی صورت میں غار میں داخل ہو گئے۔

اس سرگ نما غار میں جایجا ادھر ادھر سے راستے نکلتے تھے جو اکثر مقامات پر اپس میں مل جاتے تھے اور اکثر راستے بندگیوں کی طرح تھے۔ کہا جاتا تھا کہ ان بھول بھیوں کو کوئی بھی نہ سمجھ سکا تھا۔ اکثر لوگ اس غار کے صرف ایک حصے سے واقف تھے۔ لیکن اس کے اندر کے حصوں کے بارے میں انھیں کچھ پتائنا تھا۔ ٹام کی اس غار کے متعلق معلومات بھی بس اتنی ہی تھیں۔

غار میں داخل ہو کر وہ آدھ میل اندر تک چلے گئے۔ انھیں اس کے چکر کھاتے اوپنے پیڑھے میڑ رہے راستوں پر چلنے میں بڑا لطف آ رہا تھا۔ پھر وہ گروہ درگروہ غار سے باہر نکلنے لگے۔ وہ سب گرد میں آئے ہوئے تھے۔ ان کے پڑے میلے ہو رہے تھے لیکن وہ بہت خوش تھے۔ انھیں یہ دیکھو کر بے حد حیرت ہوئی کہ غار سے باہر اندر ہیرا ہو چکا تھا۔ انھیں غار میں گھومتے پھرتے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا تھا۔ جہاز کی گھنٹی آدھ گھنٹے سے مسلسل بج رہی تھی۔ جب جہاز وہاں سے روانہ ہوا تو یہ صرف جہاز کا کپتان ہی تھا جسے اتنا بہت سا وقت ضائع ہونے پر افسوس تھا۔

جب جہاز دریا میں تیرتا ہوا سراۓ کے پاس سے گزرا تو اس وقت ہک سراتے کے

باہر کھرا تھا۔ اس وقت جہاز پر خاموشی تھی کیوں کہ اس میں سوار بچے تقریباً سوچکے تھے۔ اس رات آسمان پر باطل چھاتے ہوئے تھے اور پر طرف گمرا اندر ہیرا تھا۔ گھروں کی روشنیاں بچھی ہوتی تھیں۔ سب سوچکے تھے۔ صرف ہر کم تھا جو جاگ رہا تھا۔ اچانک ایک آواز آئی اور وہ چوکنا ہو گیا۔ گلی میں کوئی دروازہ آہستگی سے بند ہوا تھا۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد دو آدمی اس کے قریب سے گزرے۔ ایک آدمی نے کوئی چیز اٹھا رکھی تھی۔ یہ وہ صندوق ہو سکتا تھا۔ شاید وہ خزانے کو اس جگہ سے لے جا رہے تھے؟ کیوں نہ وہ ٹام کے پاس جائے اور اُسے اس کی اطلاع دے؟ لیکن ایسا کرنا حافظت ہی ہوتی۔ اتنی دیر میں وہ آدمی جانے کہاں غائب ہو جاتے۔ یوں وہ خزانہ بچھی اُن کے ہاتھ نہ لگ سکتا تھا۔ نہیں اُسے خود اُن کا تعاقب کرنا چاہیے۔ اس اندر ہیرے میں وہ اسے ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے۔ یہی سوچ کر ہر کم اپنی جگہ سے نکلا اور احتیاط سے چلتا ہوا ان آدمیوں کے پیچے ہولیا۔ اس نے ان کے اور اپنے درمیان کافی فاصلہ رکھا تھا۔

وہ دونوں آدمی چلتے ہوئے دریا کی سمت جانے والی سڑک پر ہو لیے۔ پھر وہ ایک دوسری سڑک پر مل گئے۔ وہ اس پر سیدھے چلتے رہے یہاں تک کہ وہ اس راستے پر آگئے جو کارڈف کی پہاڑی کی طرف جاتا تھا۔ وہ بوڑھے و ملیش میں کے گھر کے سامنے سے گزرے اور رُکے بغیر آگے بڑھتے رہے۔ ”خوب“ لکھ نے سوچا۔ شاید وہ صندوق کو پرانی پتھر کی کان میں دفن کرنے جا رہے ہیں۔ لیکن وہ آدمی پتھر کی کان کے قریب بھی نہ رُکے اور پہاڑی کی چوٹی پر چڑھنے لگے۔ پھر وہ لمبی لمبی جھاٹیوں میں جا کر ایک دم ہی نظروں سے غائب ہو گئے۔ لکھ اب اُن کے کافی قریب پہنچ چکا تھا۔ مگر اندر ہیرے کی وجہ

سے وہ اُسے نہ دیکھ سکتے تھے۔ وہ اپنی جگہ پر مُرک گیا اور ان کے قدموں کی آواز منسنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اُسے کچھ بھی سنائی نہ دیا۔ کیا اس نے ان کا سارغ گمراہ کر دیا تھا؟ وہ واپسی کے لیے مرٹنے ہی لگا تھا کہ ایک آدمی کے کھنکھارے کی آواز نے اس کے قدم روک لیے۔ یہ آواز اس کے بہت ہی قریب سے آئی تھی۔ ہمکار ڈر گیا اور خوف سے کپکلنے لگا۔ اُسے اب معلوم ہو گیا کہ اس وقت وہ کس جگہ پر کھڑا ہے۔ اگر یہ لوگ اس صندوق کو یہاں دفن کر دیتے ہیں؟ اس نے سوچا، تو اُسے تلاش کرنا میرے لیے کچھ مشکل ثابت نہ ہو گا۔

پھر اس نے ایک بہت مضم سی آواز سنی۔ وہ انجمن جو کی تھی۔

”مسڑ گلس کے گھر ان کے کچھ دوست وغیرہ آئے ہوتے ہیں۔ مجھے وہاں کچھ روشنیاں جلتی دکھائی دے رہی ہیں۔“

”مجھے تو روشنیاں نہیں دکھائی دے رہی ہیں۔“

یہ اس اجنبی کی آواز تھی جسے ہم اور ٹام نے اس آسیب زدہ گھر میں دیکھا تھا۔ ہم کو ایک عجیب سے خوف نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ شاید یہی وہ انتقامی کارروائی تھی جس کے بارے میں انجمن جونے کہا تھا۔ اس کا پلا خیال تھا کہ وہ اس جگہ سے جس قدر تیزی سے ممکن ہو سکے بھاگ کھڑا ہو۔ پھر اُسے یاد آیا کہ مسڑ گلس اس پر، حمیشہ مہربان رہی تھیں اور یہ آدمی شاید انھیں قتل کرنے والے آئے تھے۔ اس نے سوچا کہ وہ فوراً ان کے پاس جائے اور انھیں ان آدمیوں کے بارے میں بتا دے لیکن وہ اپنی جگہ سے ہلنے کی ہمت نہ کر سکا۔ پھر اس نے انجمن جو کی آواز سنی ہے تھا رے سامنے جھاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ذرا ایک طرف ہو کر دکھیو۔ تمھیں گھر میں روشنیاں جلتی ہوئی دکھائی دیں گے۔“

” بال۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ کیا ہم اپنا منصوبہ ترک کر دیں گے؟ ”  
 ” میں تو اسے ہرگز ترک نہیں کر سکتا۔ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آتے گا۔ میں  
 نے تھیں بتا دیا ہے کہ میں صرف دولت کے چیਜیں نہیں ہوں۔ اسے تم لے سکتے ہو۔ میر  
 اس عورت کے خاوند کے باہمیوں بہت دکھ اٹھا چکا ہوں۔ ایک بار اُس نے معمولی  
 سی بات پر سارے لوگوں کے سامنے مجھے ہنڑ سے اوہیڈ کر رکھ دیا تھا اور دوسرا بار  
 اس نے معمولی سے قصور پر مجھے جیل بھجوادیا تھا۔ اب وہ فرج چکا ہے لیکن میں اس  
 کی بیوی نے اس کا انتقام ضرور لول گا ۔ ”

” تھیں ! تم اُسے ہرگز قتل نہیں کرو گے؟ ”

” قتل ؟ قتل کی بات بخلاکس نے کی ہے ؟ اگر وہ شخص زندہ ہوتا تو میں اُسے اس  
 وقت ضرور قتل کر ڈالتا۔ اس کی بیوی کو تو میں ہرگز قتل نہیں کر سکتا۔ کسی عورت سے  
 بدلتے نہیں تو اسے قتل نہیں کرتے۔ اس کی آنکھیں نکال دیتے ہیں، کان یا ناک کاٹ  
 دیتے ہیں ۔ ”

” اف اف یہ تو.... ”

” بس تم خاموش ہی رہو۔ میں اسے اُس کے پنگ سے باندھ دوں گا۔ اگر وہ خون  
 بنتے رہنے کے سبب مرن گئی تو یہ میرا قصور نہیں ہو گا۔ میں تھیں اسی لیے یہاں لایا ہوں  
 کہ اس کام میں تم میری مدد کرو۔ اگر تم میری مدد نہیں کرو گے تو میں تھیں قتل کر دوں  
 گا۔ سمجھے ہی تھیں قتل کرنے کے بعد اس عورت کو بھی قتل کر دوں گا۔ پھر کسی کو کبھی معلوم  
 نہ ہو سکے گا کہ یہ قتل کس نے کیے ہیں ۔ ”

” اچھا۔ اگر ایسا ہی ہونا ہے تو چلو یہی سی ۔ ”

” ہم روشنیاں گل ہونے تک یہاں بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں۔ ہمیں کوئی جلدی

نہیں ہے۔

ان کی باتیں ختم ہوتے ہی بک نے آہستگی کے ساتھ اس جگہ سے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ زمین پر سرکتے ایک شاخ اس کے قدموں میں آکر ٹوٹ گئی۔ اس نے ایک دم سانس روک لی۔ مگر دونوں آدمیوں میں سے کوئی بھی اس طرف متوجہ نہ ہوا۔ اس پر بک نے پھر نہایت آہستگی اور احتیاط کے ساتھ پیچھے کی جانب سرکنا شروع کر دیا۔ اسی طرح سرکتے وہ پتھر کی کان تک آپنچا۔ اب وہ ہر طرح سے محفوظ تھا۔ وہ زمین سے اٹھا اور پھاڑی سے نیچے بھاگنے لگا۔ نیچے ہی نیچے بھاگتا ہوا وہ بوڑھے ولیش میں کے گھر پہنچا اور دروازہ کھلکھلانے لگا۔ فوراً ہی ایک کھڑکی کھلی اور بوڑھا آدمی اور اس کے دو بڑے بیٹے اس میں سے باہر چھانکنے لگے۔

”کون ہے؟ کیا چاہیے؟“

”مجھے اندر آنے دیجیے۔ جلدی۔“

”کیوں؟ کون ہوتا ہے؟“

”ہمکل بیری فن۔ ذرا جلدی کیجیے۔ مجھے اندر آنے دیجیے۔“

”ہمکل بیری فن؟ یہ نام تو ایسا نہیں کہ اسے سُنتے ہی دروازے کھول دیے جائیں لیکن اسے اندر آنے دو لا کو۔ ذرا دکھیں وہ کیا کہنا چاہتا ہے؟“

”جانب میں آپ سے جو کچھ کھوں وہ آپ کسی سے مت کیجیے۔ تب نہ کمرے میں داخل ہوتے ہی کہا۔“ وعدہ کیجیے۔ درہ میں قتل کر دیا جاؤں گا۔ وہ خاتون مجھ سے ہمیشہ بہت مہربان رہی ہیں۔ میں انھیں بچانا چاہتا ہوں۔ آپ پہلے وعدہ کیجیے کہ میں جو کچھ کھوں گا وہ آپ کسی سے نہ کہیں گے اور کسی کو نہ بتائیں گے کہ یہ باتیں میں نے آپ سے کہی ہیں۔“

”عجیب بات ہے“ بوڑھا آدمی بولا۔ ”لگتا ہے یہ لڑکا کوئی نہایت اہم بات بتانا چاہتا ہے۔ ورنہ اس کی حرکات سے ایسی بے چینی اور اضطرار کا انعام نہ ہوتا۔ مطمئن رہو لڑکے یہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تم ہمیں جو کچھ بتاؤ گے۔ وہ ہم کسی سے نہ کہیں گے۔ ہاں بات کیا ہے؟“ تین منٹ بعد بوڑھا آدمی اور اس کے بیٹے بندوقیں سنبھالے بڑی احتیاط اور خاموشی سے پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ لہ کے ان کے ساتھ جانے کے بجائے پہاڑی کی ڈھلوان میں واقع ایک چٹان کے پیچھے چھپ گیا تھا اور بڑی توجہ سے ہرآنے والی آواز کو سنبھل لگا تھا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اچانک بندوق چلنے کی آواز فضائیں گونج ہٹھی۔ لہ کے ساتھ ہاں رکے رہنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ چٹان کی آڑ سے باہر نکلا اور بڑی تیزی کے ساتھ ہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

## اتوار کی صبح

اگلے دن صبح ہک سورج نکلنے سے پہلے ولیش میں کے گھر جا پہنچا۔ اس نے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کسی نے پکارا۔

”کون ہے؟“

ہک کی خوف زدہ آواز نے جواب دیا۔ ”از راہِ کرم مجھے اندر آنے دیجیے۔ یہ میں ہوں گل بیری فن یا“

”اس نام پر دن ہو یارات ہر وقت دروازہ کھل سکتا ہے یہیں خوشی ہے کہ تم ہم سے ملنے آئے ہو۔“

ہک جیرت زدہ رہ گیا۔ اس سے تو آج تک کبھی کسی نے اتنی نرمی اور شفقت سے بات نہ کی تھی۔ دروازہ فوراً ہی کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ اندر بولڑھا آدمی اور اس کے لڑکے تیار بیٹھے تھے۔

”مکھیں بھوک لگی ہو گی لڑکے۔ ناشتا ابھی تھوڑی دیر میں تیار ہوا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے تم کل کے واقعے کے بارے میں کچھ معلوم کرنے آئے ہو گے۔“ بولڑھے آدمی نے کہا۔

”میں بہت خوف زدہ ہو گیا تھا۔“ ہک نے کہا۔ ”جب بندوق چلنے کی آواز آئی تھی تو

میں فوراً ہی وہاں سے بھاگ اٹھا تھا اور میں میل تک مسلسل دوڑتا ہی چلا گیا تھا۔ میں اب آپ سے یہ معلوم کرنے آیا ہوں کہ آگے کیا ہوا تھا؟ میں ان آدمیوں کی نظرؤں میں نہیں آنا چاہتا تھا۔ اس لیے سورج نکلنے سے پہلے یہاں آگیا ہوں۔

”لگتا ہے۔ رات تم ابھی طرح سے نہیں سو سکے یہ بوڑھے آدمی نے کہا۔ ”تم بیال ناشرہ کرنے کے بعد سولو۔ ہاں ان آدمیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ وہ فرار ہونے میں کام یاب ہو گئے۔ ہم نے پولیس کو اس کی رپورٹ کر دی ہے۔ اب پولیس دریا کے ساحل کی نگرانی کر رہی ہے اور شیرف اور اس کے آدمی جنگلوں میں ان آدمیوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ میرے لڑکے بھی ابھی جاگر ان کے ساتھ مل جائیں گے۔ اگر ہم ان آدمیوں کی شکل و صورت اور حیے دیکھ دیتے تو بہتر ہوتا۔ اندھیرے میں تو کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔“

”میں نے انہیں گاؤں میں دیکھا تھا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے یہاڑی پر جا پہنچا تھا۔“

”تو یہ تم بتا سکتے ہو کہ وہ کیسی شکل و صورت کے آدمی ہیں؟“

”ان میں سے ایک گونگابہرا ہسپانوی ہے۔ جو ایک دوبارہ ہمارا گاؤں میں آچکا ہے۔

اور دوسرا یکھڑے پڑانے کا بھے پہنچنے...“

”بس اتنا ہی کافی ہے۔ ہم ان دونوں آدمیوں کو جانتے ہیں۔ ہم نے انہیں ایک بار مزدگلس کے گھر کے عقبی جنگل میں دیکھا تھا۔ وہ دونوں ہمیں دیکھتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے تھے۔ ہاں اب تم جلدی سے جاؤ اور ان کے بارے میں شیرف کو اطلاع دو۔ ناشتا بے شک بعد میں کر لینا ۔“ ولیش میں نے اپنے لاگوں سے کہا۔

اس کے لڑکے جانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جب وہ کمرے سے جانے لگے تو ہک اپنی جگہ سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔ ”میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ کسی سے بہنہ کہیے کہ یہ میں تھا جس نے آپ کو اس کی اطلاع دی تھی۔ از راہِ کرم اس بارے میں

کسی کو کچھ مت بتائیے۔ ”  
”ٹھیک ہے بک۔ لیکن پھر بھی لوگوں کو معلوم تو ہونا چاہیے کہ تم کتنے بہادر اور جڑت مند  
رڈ کے ہو۔“

”نہیں نہیں! ایسا ہر گز نہ کیجیے۔“

پھر جب دونوں رڈ کے چلے گئے تو ولیش مین نے کہا۔ ” وہ دونوں کسی کو تمہارے بارے  
میں کچھ نہ بتائیں گے۔ لیکن تم ایسا کیوں چاہتے ہو؟“  
بک اس کی کوئی وضاحت نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے صرف اتنا ہی کہا کہ وہ ان آدمیوں  
میں سے ایک آدمی کے متعلق کچھ زیادہ ہی باتیں جانتا ہے۔ اگر اس آدمی کو یہ معلوم ہو گیا تو  
وہ اُسے قتل ہی کر ڈالے گا۔

”لیکن تم نے ان کا تعاقب کیوں کرنا شروع کیا تھا۔ کیا تمہیں شک ہوا تھا کہ وہ کوئی  
 مجرمانہ کام کرنے جا رہے ہیں؟“  
بک خاموش رہا۔ وہ بوڑھے آدمی کو مطمئن کرنے کے لیے کوئی موزوں جواب سوچنے لگا۔  
اس کے بعد اس نے کہا۔ ” مجھے گزشتہ رات نیند نہ آسکی تھی۔ اس لیے میں ٹھلنے کے لیے ٹرک پر  
جانکلا تھا۔ آپ کو معلوم ہیا ہے کہ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ آدمی رات کے وقت میں ایک گلی  
میں جا پہنچا۔ وہاں وہ دونوں آدمی میرے قریب سے گزرے۔ انہوں نے کوئی چیز اٹھا کری تھی۔  
میں نے خیال کیا کہ شاید وہ اُسے چڑا کر لارہے ہیں۔ ان میں سے ایک تباکوپی رہا تھا۔ دوسرے  
آدمی نے اپنا سگرٹ جلانے کے لیے اس سے ماچس طلب کی۔ وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر کھڑے  
ہو گئے۔ ماچس کی تسلی کی روشنی جب ان کے چہروں پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک  
تو وہ گونگا بہرہ، سپانوی تھا۔ جس کے بال اور داڑھی بالکل سفید تھے اور دوسرا دھی پھیڈ  
پڑانے کی پڑوں میں خستہ حال آدمی تھا۔“

”کیا ماجس کی روشنی میں تم نے اس کے پچھے پرانے کپڑے دیکھ لیے تھے ہے  
ہک منٹ بھر کے لیے کچھ پریشان سا ہو گیا۔ پھر بولا۔ ”میرا خیال ہے میں نے اُسے ایسے ہی  
کپڑوں میں دیکھا تھا“

”بھروسہ لوگ آگے بڑھ گتے اور تم ان کے پیچے روانہ ہو گئے ہے“  
”جھاہاں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ آگے چل کر کیا کرنا چاہتے  
تھے۔ لگتا یہی تھا جیسے ان کے ارادے ملکیک نہیں ہیں۔ میں نے مسز ڈگلس کے گھر کے  
باہر تک ان کا تعاقب کیا اور ایک جگہ جا کر جھپٹ کیا۔ وہاں میں نے اس ہسپانوی کو کہتے سننا  
کہ وہ مسز ڈگلس کو سزا دینا چاہتا ہے۔ جیسا کہ میں آپ کو اور آپ کے بیٹوں کو بتا چکا ہوں۔“  
”کیا کہا تم نے؟ یہ اس گونگے بھرے آدمی نے کہا تھا ہے۔“

ہک نے اب کی بارہ دوسری بڑی غلطی کی تھی۔ وہ ہرگز بوجھے آدمی کو اس ہسپانوی کی  
اصلیت کے بارے میں نہ بتانا چاہتا تھا۔ مگر اب وہ بڑی طرح سے ہنسنے لگا۔

”اچھے لڑکے۔ بالآخر بوجھے دلیش میں نے کہا۔“ دیکھو۔ نہیں مجھ سے ڈرنے کی ضرورت  
نہیں۔ میں نہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا دیں گا۔ بلکہ تمہاری حفاظت کروں گا۔ یہ ہسپانوی گونگا  
یا بھرہ ہرگز نہیں ہے۔ تم یہ مجھے بڑی روانی سے بتا گئے ہو۔ تم اس ہسپانوی کے بارے میں  
ضور ایسی باتیں جانتے ہو جنہیں تم سب سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو۔ اب بہتر یہی ہے کہ تم  
مجھ پر اعتماد کرو اور مجھے سچ سچ بتا دو کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ میں اس کی طرف سے نہیں  
کوئی نقصان نہیں پہنچنے دوں گا۔“

ہک نے تھوڑی دیر کے لیے کچھ سوچا۔ پھر بوجھے آدمی کی طرف جھک کر اس کے کان  
میں سرگوشی کی:

”جناب۔ یہ دراصل کوئی ہسپانوی نہیں ہے۔ بلکہ انہیں جو ہے۔“

بُوڑھا آدمی ایک دم بھی اپنی کرسی سے اچھل پڑا۔

”یہ مجھے جان لینا چاہیے تھا؟ وہ بولا۔ جب تم نے مجھے بتایا تھا کہ وہ شخص منزدگلس کے ناک اور کان کاٹ لینا چاہتا ہے تو میں نے سوچا تھا شاید یہ تم اپنی طرف سے کہہ رہے ہو۔ سفید فام لوگ کسی سے یوں استقام نہیں لیا کرتے۔ البتہ ریڈ انڈین ضرور ایسا کرتے ہیں اور انہم جو ریڈ انڈین ہے۔“

جب وہ ناشتے سے فارغ ہوئے تو دروازے پر دشک ہوتی۔ یہ فوراً ہی اپنی کرسی سے اٹھ کر ادھر ادھر اپنے چھپنے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگا۔ وہ نہ چاہتا تھا کہ کسی کو اس کی موجودی کا علم ہو۔

ولیش میں نے دروازہ کھولا اور بہت سی عورتیں اور مرد اندر داخل ہو گئے۔ ان میں منزدگلس بھی تھیں۔ سب لوگوں کو گزشتہ رات کے واقعے کا علم ہو چکا تھا۔ ولیش میں نے گزشتہ رات کے واقعے کی کہانی سب کو تفصیل سے سنائی۔ منزدگلس نے اس کی مدد کر لیے اس کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور اظہارِ احسان مندی کیا۔

”اور کچھ ملت کیجیے میڈم۔“ بُوڑھا آدمی بولا۔ ”آپ کو اصل میں شکریہ ایک دوسرے شخص کا داکر نہ چاہیے۔ میں نے اور میرے لڑکوں نے تو کچھ بھی نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا ہے اُسی نے کیا ہے۔ لیکن اس نے مجھے آپ لوگوں کو اپنا نام بتانے سے سختی سے منع کر رکھا ہے۔ سچ پوچھیے تو اگر وہ ہمیں بروقت آکر اطلاع نہ دے دیتا تو آپ کے ساتھ جلنے کیسا خوف ناک حادثہ رونما ہو چکا ہوتا۔“

اس کے بعد تو ملا قاتیوں کا تاثنا بندھ گیا۔ ولیش میں انھیں بھی گزشتہ رات کے واقعے کی کہانی سناتا رہا۔

اس اتوار کو اسکول میں جھٹپٹی ہی ہوئی۔ لیکن گاؤں کے سب لوگ گر جائیں حافظی دینے پہنچ گئے۔ ان دو پُر اسرار آدمیوں کے بارے میں ابھی تک کوئی خبر نہ آئی تھی۔ جب عبادات اور دعائیں دغیرہ ہو گئیں تو تھیسپر کی بیوی مسز ہارپر کی طرف چلی آئیں۔

«کیا میری بیٹی بیکی سارا دن سوتی ہی رہے گی؟ میں جانتی تھی کہ وہ بہت تھکی ہوئی ہوگی۔»  
«آپ کی بیٹی بیکی ہے مسز ہارپر بولیں۔

«ہاں کیا وہ گزشتہ رات آپ کے ہاں آگئیں سوتی ہے  
نہیں بالکل نہیں۔»

مسز تھیسپر کا چہرہ زرد پڑگیا۔ وہ بے سُدھ ہو کر کرسی پر بیٹھ گئیں۔ اسی وقت خالہ پولی بھی وہاں چلی آئیں۔

«صبح بخیر مسز تھیسپر صبح بخیر مسز ہارپر۔» انہوں نے کہا۔ «میرا خیال ہے۔ میرا بجا جام آپ دونوں میں سے کسی کے گھر رات کو ٹھیرا ہو گا۔ اب شاید وہ گر جا آنے سے ڈر رہا ہے۔ جب تک وہ یہاں نہیں آ جاتا میں یہیں رکوں گی۔»

«وہ ہمارے گھر نہیں آیا۔» مسز ہارپر بولیں۔ وہ اب کچھ پیشان دکھائی دینے لگی تھیں۔ خالہ پولی فکرمند سی ہو گئیں۔

«کیوں جو ہارپر تم نے آج صبح ڈام کو دیکھا تھا؟  
وہ جی نہیں۔»

«تم نے آخری مرتبہ اُسے کب دیکھا تھا؟»

جو ہارپر نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ مگر نیقینی طور پر وہ کچھ نہ بتا سکا۔ لوگ گر جا سے باہر جاتے رک گئے تھے اور ان کی باتیں سنتے ہوئے آپس میں مرگو شیاں کرنے لگے تھے۔ ہر کوئی فکرمند دکھائی دینے لگا تھا۔ پھر توں اور ان کے ساتھ جانے والے نوجوان لڑکے

رہکیوں کو بلاکراؤ سے پوچھ گچھ کی گئی۔ ان سب کا جواب یہی تھا کہ انہوں نے ٹام اور بیکی کی غیر حاضری کو محسوس نہیں کیا تھا اور یہی سمجھا تھا کہ وہ بھی گھر واپس جانے والے لوگوں میں شامل ہوں گے۔ اس وقت اندر ہیرا ہو گیا تھا اور کسی نے بھی ان کی غیر حاضری کا نوش نہ لیا تھا۔ پھر ایک نوجوان رٹ کے نے بالآخر اس خدشے کا انہمار کیا کہ شاید وہ دونوں اس وقت اسی غار میں موجود ہوں۔ اس پر منزہ تھی پھر اور غالباً پولی زور زور سے روئے گئیں۔

یہ خبر جلد ہی جنگل کی آگ کی طرح سارے قصبے میں پھیل گئی۔ لوگ انہن جو اور اس کے ساتھی کو بھول گئے۔ گھوڑوں پر زینیں کسی گئیں۔ کشتیاں دریا میں ڈال دی گئیں چھوٹے جہاز کو بھی جالیا گیا۔ یوں سڑک اور دریا کے راستے تقریباً دو سو آدمی غار کی سمت چلنے کو تیار ہو گئے۔

اس دن سارا قصبہ بے حد ویران اور خاموش دکھائی دیتا رہا۔ عورتیں خالہ پولی اور تھیپھر کے پاس دلاسرہ دینے آتی رہیں۔ اُس رات کوئی بھی نہ سو سکا۔ لوگ ٹام اور بیکی کے بارے میں خبر کے انتظار میں جاگتے رہے۔ پھر جب صبح ہوتی تو انہیں صرف آنا پیغام ملا۔ "مزید خوارک اور مووم بیباں بھجوادو"

اس صبح جب بوڑھا دلیش میں گھر پہنچا تو وہ بہت تھکا ہوا تھا۔ اُس کے کپڑے دھول میں آٹے ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا کہ بک ابھی تک بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ اُسے تیز بخار ٹھیڑھا ہوا تھا۔ گاؤں کے سارے ڈاکٹر غار کی طرف چلے گئے تھے۔ اس لیے منڈگلس نے اس کی تیمارداری اور دیکھ بھال اپنے ذمے لے لی۔ اس رات کے واقعہ میں بک کا جو حصہ تھا، اس سے وہ قطعی لا علم تھیں۔

پھر شام ہوتے ہوتے کچھ لوگ واپس آنے لگے۔ دوسرے لوگ ابھی تک غار میں تلاش کی مہم جاری رکھتے ہوئے تھے۔ آنے والے لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے ٹام اور بیکی کی تلاش میں

غار کا ایک ایک کونا کھنگال ڈالا اور وہ حصتے بھی دیکھ دالے۔ جہاں اب تک کسی نے قدم نہ رکھا تھا۔ ایک جگہ غار میں انہوں نے مومن بیٹی کے دعویٰ سے ٹام اور بیکی کے نام دیوار پہ لکھے ہوئے پائے..... اس جگہ سے انہیں زین کا ایک ٹکڑا بھی ملا... مسز ٹھیپر نے جب زین کا وہ ٹکڑا دیکھا تو وہ اور زیادہ شدت سے رو نے لگیں کیوں کہ وہ بیکی کے زین کا ٹکڑا تھا۔

پورے تین دن تین راتیں گاؤں والوں کو ٹام اور بیکی کے بارے میں کوئی خبر نہ مل سکی۔

## غار میں

اب ہم نام اور بیکی کی طرف لوٹتے ہیں جو پنک منانے گئے تھے۔ وہ کچھ بچوں کے ہمراہ غار کے اندر کے تاریک حصوں کی سیر کر رہے تھے۔ اس غار کے کچھ حصوں کو ڈرنے شاندار قسم کے نام دیے گئے تھے۔ مثلاً "عظیم کلیسا" "الدین کا محل" وغیرہ۔ بچوں نے وہاں آنکھ مچھلی کھلینی شروع کر دی۔ ڈام اور بیکی بھی اس کھیل میں شرکیں ہو گئے لیکن جلد ہی وہ اس کھیل سے اکتا گئے اور اپنی موم تبیان سنبھالے ایک الگ سے بل کھاتے ہوئے راستے پر ہو لیے۔ انھیں موم تبیون کی روشنی میں غار کی دیواروں پر اس جگہ سیر کے لیے آنے والے سیاحوں کے نام پتے اور تاریخیں لکھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ بیکی اور ڈام رک رک کر انھیں پڑھتے رہے۔ پھر انھیں احساس ہوا کہ وہ چلتے چلتے غار کے اس حصے کی طرف آنکھے میں جہاں دیواروں پر کچھ بھی نہ لکھا ہوا تھا۔ انھوں نے موم تبیون کے دھویں سے غار کی دیوار پر اپنا نام لکھا اور آگے بڑھ گئے۔ پھر جلد ہی وہ ایک ایسی جگہ پر جانکھے جہاں بلندی کی طرف سے ایک ندی بہتی ہوئی آرہی تھی۔ اور پر کی طرف سے آتے ہوئے یہ ایک چھوٹا سا آبشار بنا تی تھی۔ ڈام اپنی موم تبیانیے چکر لگا کر اس کے دوسری طرف چلا گیا تاکہ بیکی روشنی میں اُسے اچھی طرح سے دیکھ سکے۔ اس آبشار کے پیچے اس نے چنان میں ایک شکاف بننے ہوئے دیکھا۔ اس

کے اندر ایک راستہ دوڑنے پر تک چلا جاتا تھا۔ اس کے دل میں تجسس نے سراہارا۔ اس نے بیکی کو مولا کراؤ سے وہ راستہ دکھایا اور دونوں اس شگاف میں داخل ہو کر اس راستہ پر ہوئے وہ راستہ مژمر کربل کھا لکھا کر نیچے رہی نیچے غار کے اندر تک چلا جاتا تھا۔ چلتے چلتے وہ دیواروں پر دھوئیں سے نشانات بناتے رکھتے تاکہ واپسی کے سفر میں انھیں ان سے رہنمائی مل سکے انھیں اپنی اس نہم جوئی بے حد مزا آرہا تھا۔ وہ واپسی پر دوسرے بچوں کو بڑے فخر سے اپنی خُم کے بارے میں بتا سکتے تھے اور بہت سی سئی نسی باتیں سُنا سکتے تھے۔

ایک جگہ انہوں نے غار کو خاص اشتادہ پایا۔ اس کی چھٹت سے بہت سے لاکھ سوں کے ستون لٹک رہے تھے۔ وہ ان کے گرد پھر لگا کر اس جگہ سے نکلنے والے بہت سے راستوں میں سے ایک راستے پر ہوئے۔ اب کی بار وہ خس غار میں داخل ہوئے اس میں بے شمار چمگاڑیں چھٹت سے اُنہیں شکی ہوئی تھیں۔ مومن بھیوں کی روشنی نے انھیں خوف زدہ کر دیا اور وہ تیزی سے ان کی طرف پیک انھیں ٹام جانا تھا کہ ان کا لیسی صورت میں وہاں مزید رکنا خطرناک ثابت ہو گا۔ اس لیے اس نے بیکی کا ہاتھ تھاما اور تیزی سے واپسی کے لیے بھاگنے لگا۔ ایک چمگاڑنے اپنے پر مار کر بیکی کی مومن بھی بھادی۔ دوسری چمگاڑیں ابھی تک ان کا تعاقب کر رہی تھیں۔ وہ ان سے بچنے کے لیے غار کی بھوول بھیوں بھیوں میں ادھر ادھر دوڑتے پھرے۔ پھر بالآخر ان سے چھٹکارا پانے میں کامیاب ہو گئے۔ کچھ دوڑ آگے چلتے چلتے ایک زیر زین جھیل آتی تھی۔ ٹام اُسے اچھی طرح سے دکھننا چاہتا تھا لیکن اس نے فیصلہ کیا کہ انھیں کچھ دیر وہاں بیٹھ کر سستا لینا چاہیے۔ اس جگہ کی پُر اسراز خاموشی اب ان دونوں بچوں کو خوف زدہ کرنے کی تھی۔ بیکی نے کہا：“ مجھے یوں لگتا ہے ٹام جیسے ہمیں اپنے ساتھیوں سے پھرے متھیں گزر چکی ہیں۔ ہمیں ان کی کوئی آواز بھی تو سنائی نہیں دے رہی ہے۔”

”ہاں بیکی تم ٹھیک کہتی ہو۔“ ٹام بولا۔ ”ہم اس غار میں بہت اندر آ چکے ہیں۔ ہم شمال،“

جنوب مشرق کسی بھی سمعت ہو سکتے ہیں۔ اتنی دوری پر ہمیں ان کی کوئی آواز نہیں سنائی دے رہی۔  
”جانے ہمیں اس غار میں چکراتے کتنی دیر ہو گئی ہے۔ بہتر ہے کہ ہم اب واپسی کا سفر کریں یہ  
ہاں۔ اب ہمیں واپس چلنا چاہیے۔“

”کیا تھیں واپسی کا راستہ معلوم ہے ٹام ہے؟ یہ غار تو بھول بھیوں سے اٹا پڑا ہے۔“  
”میز خیال ہے۔ مجھے واپسی کا راستہ معلوم ہے لیکن تھیں جمگا دریں یاد ہیں؟ اگر انھوں  
نے ہماری دونوں موم بتیاں بجھا دیں تو ہم مصیبت میں پڑ جائیں گے۔ آؤ ہم واپسی کے لیے کوئی  
دوسرے راستہ تلاش کریں۔“

”لیکن اس طرح ہم کیمیں اس غار میں ہمیشہ کے لیے ہی گم ہو گرہ رہ جائیں۔“ بلکی خوف زدہ  
سمی آوازیں بولی۔

وہ اس جگہ سے فڑے اور واپس چلنے لگے۔ کچھ دوڑ تک وہ عاموشی سے چلتے رہے۔  
وہ ہرستے راستے کو اس امید پر دیکھتے تھے کہ شاید انھیں اس کے متعلق کچھ یاد آجائے کہ وہ  
اس پر سے اس سے پہلے کبھی گزر چکے ہیں۔ لیکن وہ سب ان کے لیے اجنبی راستے ہی تھے۔ پھر  
بالآخر لیکن نے کہا۔ ”ٹام۔ جمگا دریوں کی پروا نہ کرو۔ چلو اسی راستے پر واپسی کے لیے چلتے ہیں۔“  
ٹام روک گیا۔

”سنو۔ یہ آواز کیسی ہے؟“  
بلکی نے سُننے کی کوشش کی۔ لیکن اس سے کوئی آواز نہ سنائی دی۔ ٹام زور سے چلا یا۔ اس کی  
آواز سے اس جگہ بڑی خوف ناک بازگشت پیدا ہوئی۔ بلکی ڈر گئی۔

”اوہ ٹام۔ اللہ کے لیے ایسا نہ کرو۔ مجھے خوف آتا ہے۔“

”ہاں واقعی یہاں بلند آوازیں بڑی خوف ناک بازگشت پیدا کرتی ہیں لیکن میں اس لیے  
چلا یا تھا کہ میری آواز ہمارے ساتھیوں تک پہنچ جائے۔ ٹھیروں میں ایک بار پھر زور سے  
چلا یا۔“

چل لاتا ہوں؟ آنا کہہ کرو وہ ایک بار پھر پھیپھڑوں کی پوری قوت کے ساتھ چلا یا بلکن جواباً انھیں کسی قسم کی آواز نہ سنائی دی۔ وہ دونوں مایوس ہو کر آگے گئے۔

”لگتا ہے ٹام، ہم اپنا راستہ بھول چکے ہیں۔ دیکھو یہاں دیواروں پر ہمارے بنائے ہوئے کوئی نشانات نہیں۔“

”یہ میری غلطی ہے بیکی۔ میرا خیال تھا ہم آسانی سے واپسی کا راست پا سکیں گے اس لیے میں نے دیواروں پر کسی قسم کے دھوئیں کے نشانات نہیں بنائے۔“

”اس طرح تو ہم بھی واپسی کا راستہ نہ پا سکیں گے ٹام۔ کاش ہم اپنے ساتھیوں سے الگ نہ ہوتے۔“

بیکی وہیں زین پر بیٹھ گئی اور سیکیاں لے لے کر رونے لگی۔ ٹام اس کے قریب بیٹھ گیا اور اُسے تسلی دینے لگا۔ وہ اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ یہ اس کا ہی قصور تھا جو اُسے اپنے ساتھ غار کے اندر یہاں تک لے آیا تھا۔ لیکن بیکی نے کہا کہ وہ ایسا نہ کہے۔ کیوں کہ جو کچھ ہوا تھا، اس میں اس کا کوئی قصور نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آگے روانہ ہو گئے۔ ٹام نے بیکی کے ہاتھ سے موم بھی لے لی اور اُسے بجھا دیا کہ انھیں فی الحال ایک ہی موم بھی سے ٹام چلا لینا چاہیے۔ ٹام کے پاس ایک سالم موم بھی کے علاوہ چند چھوٹی چھوٹی موم بیاں بھی تھیں جو اس نے آشدہ کے لیے بچار کھی تھیں۔

کافی دیر تک چلتے رہنے کے بعد بیکی آنا تھک گئی کہ نہال ہو کر زین پیٹھ گئی۔ ٹام بھی اس کے ساتھ ہی زین پر بیٹھ گیا۔ وہ اپنے گھروں، آرام دہ بستروں اور باہر کے نظاروں کے متعلق باتیں کرتے لگے۔ یہ باتیں کرتے کرتے بیکی رونے لگی۔ ٹام اُسے چپ کرانے کی کوشش کرنے لگا۔ یہاں تک کہ بیکی بیٹ کر سو گئی۔ پھر جب وہ سوکراں لٹھی تو ٹام نے کہا کہ انھیں اپنے واپسی کے سفر پر دوبارہ چل پڑنا چاہیے۔ انھیں کوئی اندازہ نہ تھا کہ انھیں غار میں بھٹکتے

کتنا عرصہ ہو چکا ہے شاید انھیں وہاں بھٹکتے ایک دن اور ایک رات گزر چکے تھے۔ یا دو دن دو راتیں گزر چکی تھیں۔

کافی دوستک آگے چلنے کے بعد ٹام نے کہا کہ انھیں اپنے آس پاس کا بغور جائزہ لیتا چاہیے اور پانی کے بہنے کی آواز سننی چلی ہے۔ انھیں کوئی نہ کوئی ندی ضرور تلاش کرنی چاہیے۔ پھر انھیں جلد ہی ایک ندی مل گئی۔ ٹام نے فیصلہ کیا کہ انھیں اس جگہ ٹھیک کر کچھ آرام کر لینا چاہیے۔ وہ دونوں بہت تھک چکے تھے۔ بیکی نے کہا کہ وہ کچھ دوڑ آگے تک اور چل سکتی ہے۔ لیکن ٹام نے کہا کہ نہیں انھیں اب سفر جاری رکھنے کے بجائے اسی جگہ ٹھیک جانا چاہیے۔ بیکی اس پر حیرت زدہ رہ گئی لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہ آسکا۔ وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے۔ ٹام نے موسم بیتی زمین پر کھڑ کر اُس سے گلی میٹی سے اچھی طرح سے زمین پر چادیا۔ کچھ دیر تک وہ دونوں خاموش۔ میٹھے موسم بیتی کو جلتا دیکھتے رہے۔ پھر بیکی نے کہا:

”ٹام۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔“

ٹام نے کوئی چیز اپنی جیب سے نکالی۔

”میں نے پک نک میں کیک کا یہ نکڑا بیچا لیا تھا۔“ اس نے کہا۔

اس نے کیک کے اس نکڑے کے دو حصتے کیے اور ایک حصہ بیکی کو دے دیا۔ وہاں پینے کے لیے ندی کا تازہ پانی بھی موجود تھا۔ بیکی نے کہا کہ اب انھیں آگے چل دینا چاہیے لیکن جواباً ٹام خاموش رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کہا:

”بیکی ہمیں اس جگہ سے کہیں نہیں جانا چاہیے۔ یہاں ہمارے پینے کے لیے پانی موجود ہے۔“

یہ موسم بیتی جو ہمارے سامنے جل رہی ہے۔ ہمارے پاس صرف یہی آخری موسم بیتی رہ گئی ہے۔“

یہ سُنستہ ہی بیکی زور زور سے رو نے لگی۔ پھر اس نے کہا ”ٹام۔“

”وہاں بیکی۔“

” تمہارے خیال میں دوسرے لوگ ہماری گم شدگی کا علم ہوتے ہی ہمیں تلاش کرنے کی کوشش نہ کریں گے ہی ”

” ضرور کریں گے ۔ ”

” شاید وہ اس وقت ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے ۔ ”

” ہاں ضرور۔ مجھے امید ہے ۔ ”

” وہ جب جہاز میں واپس پہنچ رہوں گے تو انہوں نے ہمیں غائب پایا ہو گا اور ہماری گم شدگی کی اطلاع گھروں والوں کو بھجوادی ہو گی ۔ ”

” ہاں ایسا ہی ہوا ہو گا۔ اس وقت سب ہمیں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے ۔ ”  
آئی باتوں کے بعد ان کے درمیان خاموشی چھاگئی۔ انہوں نے اپنی آنکھیں موم بھی پر جھادی تھیں اور اُس سے پھلتا ہوا دیکھنے لگے تھے۔ پھر پھلتے پھلتے اس کا شعلہ بھوگیا اور اس جگہ گھری تاریکی چھاگئی۔

انھیں معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ کب باتیں کرتے کرتے اُسی جگہ پر کر گھری نیند سو گئے۔ پھر جب ان کی آنکھ کھلی تو ٹام نے کہا کہ وہ دن اتوار کا دن ہو سکتا ہے یا پھر سوموار کا۔ اس نے کوشش کی کہ بیکی کو باتوں میں لگائے مگر وہ بہت اداں اور پیشان ہو رہی تھی۔ ٹام نے کہا۔ انھیں لاپتہ ہوئے خاصا عرصہ گزر چکا ہو گا اور لوگ انھیں اس غار میں ہر جگہ تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ وقت گزرتا گیا۔ انھیں بھوک ستانے لگی۔ انہوں نے اپنے پیچا کر رکھے ہونے باقی ماندہ کیک کے مکڑے کھائیے۔

پھر انھیں ایک شور سانائی دیا۔ انھیں یوں لگا جیسے کسی نے بہت دُور سے آواز لکائی ہو۔

” یہ ہمیں تلاش کرنے والوں کی آواز ہے! ٹام جوش سے بولا۔ ” وہ آرہے ہیں۔ آؤ بیکی۔

اب ہمارے بہاں سے نکلنے کا وقت آن پہنچا ہے۔“

لیکن وہ اس جگہ سے زیادہ دُور نہ جاسکے۔ کیوں کہ آگے چل کر زمین پر بے شمار بڑے بڑے شنگاف بنے ہوئے تھے۔ جن میں سے کچھ کم گھرے اور کچھ بے حد گھرے تھے۔ ٹام ایک شنگاف میں پیٹ کے بل گھس گیا اور گھستا ہوا کافی اندر تک چلا گیا۔ وہ شنگاف ایک سرنگ کی صورت میں بہت دُور تک چلا گیا تھا۔ اس نے بیکی کو بھی اپنے تھجھے یعنی چھپے چلے آنے کو کہا۔ وہ دونوں اس سرنگ میں رینگتے رینگتے بہت اندر تک چلے گئے۔ انھیں اپنی تلاش میں آنے والوں کی آوازیں اب کافی قریب سنائی دے رہی تھیں۔ ٹام بلند آواز میں چیختا ہوا انھیں مدد کے لیے پکارنے لگا مگر جواب اُسے کوئی آواز آتی نہ سنائی۔ دی شاید انھیں تلاش کرنے والے کہیں دُور جا پکے تھے۔ مایوس ہو کر وہ اس سرنگ سے واپس ہو لیے اور نہ دی کے کنارے آکر بیٹھ گئے۔ وہ دونوں بہت تھکے ہوئے تھے۔ جلد ہی انھیں غیند نے آیا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو انھیں سخت بھوک لگ رہی تھی۔ ساتھ ہی بہت خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ ٹام کا خیال تھا کہ شاید منگل کا دن طلوع ہوا ہے۔

اب اسے ایک نیا خیال سو جھا۔۔۔ جس جگہ وہ موجود تھے وہاں سے کئی بغلی راستے نکلتے تھے۔ ان راستوں کا کھوج لگانا شاید ان کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکتا تھا۔ اُس نے اپنی جیب سے پینگ کی ڈور نکالی اور اُسے وہاں ایک بڑے سے پتھر سے باندھ دیا۔ پھر وہ اور بیکی ایک بغلی راستے میں داخل ہو گئے۔ لیکن چند قدم چلنے کے بعد یہ راستہ ایک دم ڈھلوان ہو جاتا تھا۔ ٹام یہاں پیٹ کے بل لیٹ گیا اور آہستہ آہستہ نیچے کی طرف سر کرنے لگا۔ پھر اس نے دیکھا کہ اس سے بیس گز کے فاصلے پر ایک انسانی ہاتھ جس نے مومن بھی اٹھائی ہوئی۔ تھی نودار ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی ٹام بڑے زور سے چلا یا۔ جس پر وہ ہاتھ فوراً ہی ایک چنان کے تھجھے غائب ہو گیا۔ لیکن مومن بھی کی بیکی روشنی میں ٹام اس شخص کا چہرہ اور جسم دیکھنے میں کامیاب

ہو گیا تھا۔ وہ اجنبی جو تھا۔ نام بے حس و حرکت اپنی جگہ پر پڑا رہا۔ اُسے حیرت تھی کہ آخر اجنبی جو نے اس کی آواز کیوں نہ پہچانی تھی اور اُسے قتل ہی کیوں نہ کر ڈالا تھا۔ اس نے عدالت میں اس کے خلاف گواہی جو دی تھی۔ شاید غار کی فضائے اس کی آواز تبدیل کر دی تھی۔ اس نے بہتر سمجھا کہ بیکی کو اجنبی جو کے بارے میں کچھ نہ بتائے۔ وہ واپس پلٹا اور بیکی کو ساتھ لیئے نہ تھی کے کارے واپس آگیا۔

اس رات بھی وہ کافی دیر تک مدد کا انتظار کرتے رہے۔ پھر لپٹ کر سو گئے۔ وہ جب سو کر اٹھے تو انھیں سخت بھوک لگی ہوئی تھی اور کم زوری بھی محسوس ہو رہی تھی۔ نام کا خیال تھا۔ وہ شاید بدھ یا جمعرات کا دن ہے: جمrud یا سفیت کا دن بھی ہو سکتا تھا اور لوگوں نے شاید ان کی تلاش ترک کر دی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ اُسے اب ایک دوسرے راستے کو آزمانا چاہیے۔ اُسے اجنبی جو سے مکروہ ہونے کے خیال سے کوئی خوف نہ محسوس ہو رہا تھا: وہاں بیٹھے انتظار کرتے رہنے سے کچھ کرہ ڈالنا زیادہ بہتر تھا۔ بیکی بہت کم زوری محسوس کر رہی تھی۔ اس نے کہا کہ وہ وہیں رُک کر اس کا انتظار کرے گی۔ اس نے نام سے کہا کہ وہ اپنی پینگ کی ڈور کی مدد سے اس نے راستے کو تلاش کرے۔ نام نے اُسے خدا حافظ کہا اور پینگ کی ڈوری کا ایک سرا وہاں پڑے ایک پتھر سے باندھ کر اُسے کھولتا ہوا نئے راستے میں داخل ہو گیا۔ اُسے یقین تھا کہ اب کی بار وہ ضرور غار سے باہر نکلنے کا راستہ تلاش کرے گا۔ وہ گھسنیوں اور ہاتھوں کے بل جعلتا ہوا اس نئے راستے میں آگے بڑھنے لگا۔ اُسے بہت بھوک محسوس ہو رہی تھی اور شاید کم زوری سے چکر بھی آرہے تھے۔ اپنی کام یابی کے بارے میں وہ آتنا پر اُتمید بھی نہ تھا۔

## بازیابی

منگل کی شام آئی اور گزر گئی۔ سینٹ پیٹریز برگ کے قصبے میں اُداسی کی فضاظاری تھی۔ دونوں بچے ابھی تک نہ مل سکے تھے۔ ان کے لیے مستقل دعائیں کی جا رہی تھیں لیکن ابھی تک کوئی اجتنی خبر نہ آئی تھی۔ بہت سے آدمیوں نے تلاش کا کام روک دیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ دونوں بچے طام اور زیکی غار کی بھول بھیلوں میں ہمیشہ کے لیے گم ہو چکے ہیں۔ مسٹر یتھیپر شدید بیمار ہو گئی تھیں۔ وہ نیم بے ہوشی کی حالت میں بار بار ایسی بیٹی کو پکارتی تھیں اور اُسے اپنے پاس نہ دیکھ کر اونچی آواز میں رونے لگتی تھیں۔ خالہ پولی کے بال بھی شدید غم اور صدھے سے سفید ہوتے جا رہے تھے۔ تمام دن انتظار کرنے کے بعد لوگ انتہائی مایوسی اور اُداسی کی حالت میں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ پھر لوں ہوا کہ آدمی رات کے وقت گاؤں کے گرجا کی گھنٹیاں ایک دُنچ اٹھیں۔ چند ہی منٹوں میں گاؤں کی گھنٹیاں لوگوں سے بھر گئیں۔ وہ ٹری مسٹر کے عالم میں چلا رہے تھے۔ ”میں گئے! بچے میں گئے؟“ دونوں بچے ایک کھلی گاڑی میں سوار تھے جسے چند آدمی کھینچ رہے تھے۔

پھر کوئی بھی دوبارہ سونے کے لیے نہ گیا۔ وہ اس چھوٹے سے قصبے کی تاریخ کی

ایک یا دو گار رات تھی۔ لوگ بچوں سے ملنے اور انہیں پیار کرنے اور منزِ تھیسچر کو مبارک باد دینے کیلئے جو تھیسچر کے گھر کی سمت ہو لیے۔ خالہ پولی کی مسترت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ وہ بار بار اس کا شکرا دا کر رہی تھیں۔ منزِ تھیسچر نے فوراً ہی ایک آدمی اپنے شوہر کو بُلانے کے لیے دوڑا دیا۔ جو ابھی تک بچوں کی تلاش کے سلسلے میں غار کی طرف گئے ہوتے تھے۔

جو تھیسچر کے گھر ٹام نے لوگوں کو اپنے اوپر بیکی کے ساتھ سیئنے والے تمام واقعات کی تفصیل سنائی۔ اس نے بیکی کو نندی کے کنارے چھوڑا تھا اور خود پتنگ کی ڈور کی مدد سے اس جگہ سے نکلنے والے استور کو آزادتے نکل کھڑا جوا تھا۔ پہلے دور استے کچھ ڈور آگے چل کر بندوجاتے تھے تیر سے راستے پر کافی ڈور آگے چل کر اُسے ایک سوراخ دکھائی دیا۔ جس میں سے روشنی اندر آر آئی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر جب اس سوراخ کو کچھ اور چوڑا کیا اور اس میں سے اپنے سراور کندھے باہر نکال کر دیکھا، تو اس نے غیظم دریاۓ مسی پسی کو اپنے قریب سے گزرتے ہوئے پایا۔ وہ فوراً ہی بیکی کے پاس واپس پہنچا اور اُسے بتایا تھا کہ اس نے بالآخر اس جگہ سے باہر نکلنے کا راستہ دریافت کر لیا ہے: جس پر بیکی نے اُس سے کہا کہ اُسے تین نہیں آتا اور وہ بالآخر اسی جگہ بھوکی پیاسی مرجائے گی۔ ٹام بمشکل تمام اُسے تین دلانے میں کامیاب ہوا کہ وہ واقعی اب اس جگہ سے باہر نکل سکتے ہیں۔ پھر وہ دونوں اس راستے پر چلتے ہوئے اس سوراخ تک جا پہنچے۔ پہلے ٹام اس میں سے باہر نکلا۔ پھر اس نے بیکی کو باہر نکلنے میں مدد دی۔ وہ خوشی کے مارے وہی بیٹھ کر رونے لگی۔ اسی وقت کچھ آدمی دیاں سے گزرے۔ وہ کشتی میں اس جگہ پہنچے تھے۔ بیکی اور ٹام نے اُن کو اپنی کہانی سنائی۔ ان آدمیوں نے پہلے تو ان کی باتوں پر تین نہ کیا کیوں کہ وہ گاؤں سے کم از کم پانچ میل دور تھے۔ پھر انہوں نے انہیں اپنے ساتھ کشتی میں بٹھایا۔ انہیں کھانا کھلایا اور پھر قصبے میں لا کر کشتی سے اُتار دیا۔

ٹام کو دو دن بعد بستر سے نکلنے کی اجازت ملی۔ اب وہ پوری طرح سے صحت یاب ہو

چکا تھا۔ لیکن بیکی کو مزید دو دن تک بستر پر پڑے رہنا پڑا۔ وہ بہت کم زور ہو گئی تھی اُسے پوری طرح تن درست ہونے میں کچھ عرصہ لگا۔

جب ٹام کو معلوم ہوا کہ ہمارے تو وہ جمعہ کے دن اُس سے ملنے کے لیے گیا۔ لیکن اُس سے ملنے کی اجازت نہ مل سکی۔ ہفتے اور آتوار کو بھی وہ اس سے نہ مل سکا۔ لیکن پیر کو اُسے ہبک سے ملنے کی اجازت مل گئی۔ لیکن اُسے ہدایت دی گئی کہ وہ ہبک سے کوئی بات ایسی نہ کرے جس سے وہ پریشان ہو جائے۔ جب ٹام گھرو اپس پہنچا تو اُسے کارڈ کی پہاڑی پر رونما ہونے والے واقعے کے بارے میں بتایا گیا۔ اُسے یہ بھی بتایا گیا کہ پھٹے پُرانے کپڑوں والے آدمی کی لاش دریا میں تیرتی ہوئی پائی گئی تھی۔ وہ کشتی کے ذریعے سے فرار ہونے کی کوشش میں دریا میں ڈوب کر ہلاک ہو گیا تھا۔

اپنی غار سے رہائی کے دو ہفتے بعد ٹام ایک بار پھر ہبک سے ملنے گھر سے نکل گھر اہوا۔ ہبک اب آتنا تن درست اور صحت مند ہو چکا تھا کہ ہر قسم کی باتیں مُن سکتا تھا اور ٹام کے پاس اُسے سنا نے کے لیے بڑی سنگی خیز اور دل چسپ باتیں موجود تھیں۔ جج تھی سچرا گھر ٹام کے راستے میں آتا تھا۔ وہ بیکی سے ملنے والی چلا گیا۔ اس وقت جج کے بہت سے دوست بھی وہاں آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے مذاق میں ٹام سے پوچھا کہ کیا وہ دوبارہ اس غار میں جانا پسند کرے گا؟ ٹام نے جواب دیا! ”کیوں نہیں۔ اس میں کیا حرج ہے؟“

جج نے کہا: ”تمہاری طرح بہت سے دوسرے لوگ بھی وہاں جانا چاہتے ہیں۔ لیکن میں نہیں چاہتا کہ لوگ وہاں جائیں اور وہاں کی بھول بھیلوں میں گم ہونے رہیں۔ اس لیے میں نے دو ہفتے پہلے اس غار کا بڑا دروازہ لو بے کی چادروں سے مضبوطی سے بند کر دادیا ہے۔ اس کی چابی میرے پاس ہے۔“

ٹام کا چہرہ فتح ہو گیا۔

”کیا ہوا لڑکے؟ اسے کوئی ہے؟ ذرا دوڑ کر ایک گلاس پانی تو لاو؟“  
 ایک نوکر دوڑ کر پانی لے آیا اور ٹام کے چہرے پر چھینٹے مارے۔  
 ”ہاں۔ اب بتاؤ تھیں کیا ہوا تھا؟“  
 ”نچ صاحب۔ اب خن جو غار میں موجود ہے؟“

چند ہتھی منٹوں میں اب خن جو کے غار میں موجود ہونے کی خبر گاؤں بھر میں پھیل گئی اور لوگ ایک بار بھر جو ق در جو ق میک ڈوگل کے غار کی طرف چل پڑے۔ چھوٹا جہاز لوگوں سے بھر گیا۔ چھوٹی چھوٹی ٹام کشیاں بھی لوگوں سے بن گئیں۔ ٹام نج تھیس پر کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہو گیا۔ جب غار کا در دا زہ کھولا گیا تو انہوں نے ایک دہشت ناک منتظر دیکھا۔ اب خن جو در دا زے کے قریب ہی زمین پر مردہ پڑا تھا۔ اس کا چاقواں کے پاس ہی پڑا ہوا تھا۔ اس کا بلیڈ ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کے قریب تھوڑی سی زمین کھدی ہوئی تھی۔ شاید اس نے باہر نکلنے کے لیے اس جگہ منگ کھون دنے کی کوشش کی تھی۔ غار میں بالعموم وہاں آنے والے تیاحوں کی موم بیسوں کے ڈکھنے بھر ہوئے ہوتے تھے لیکن وہاں کوئی بھی موم بیٹی کا ڈکڑانہ دکھائی دیا۔ شاید اب خن جو انہیں ڈھونڈ کر کھا چکا تھا۔ وہاں چمگادڑوں کے ٹوٹے ہوئے پر اور پنجے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ شاید اس نے اپنی بھوک مٹانے کے لیے انھیں پکڑ کر کھالیا تھا۔ بے چارہ بھوک سے مرجگا باتھا۔

اب خن جو کو غار کے دہانے کے قریب ہی دفن کر دیا گیا۔ آس پاس کے قبیلوں اور گاؤں سے بھی لوگ بھاری تعداد میں کشیتوں اور گھوڑا گاڑیوں میں بیٹھ کر اس جگہ کو دیکھنے آنے لگے۔ وہ اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی لارہے تھے۔ یوں وہ جگہ ایک تفریح گاہ بن کر رکھتی۔ جب اب خن جو کی تدبیں کا ہنگامہ سرد پڑ گیا تو ایک دن ٹام بک کو ایک سنان سی جگہ پر

لے گیا۔ وہ اس سے کچھ اہم باتیں کرنا چاہتا تھا۔ اُسے ابھی تک معلوم نہ ہوا سکا تھا کہ کارڈف کی پہاڑی والے واقعے میں بک نے کیا کارنامہ انجام دیا تھا۔ اس نے ولیش میں سے اس کی صرف کمائی ہی سُنبھلی۔ اب بک نے ٹام کو اس رات کارڈف کی پہاڑی پر پیش آنے والے واقعے کی تمام تفصیلات کہرنے والیں اور اُسے بتایا کہ اس نے کس طرح وہاں دو آدمیوں کو ایک صندوق انٹھائے ہوئے دیکھا۔

”ہم یہ صندوق ہمیشہ کے لیے کھو چکے ہیں یہ اس نے افسوس سے کہا۔

”ہرگز نہیں۔ وہ صندوق غارتیں موجود ہے ہے ٹام نے کہا۔

”کیا کہا تم نے ہے ذرا پھر سے کہنا یہ۔

”وہ صندوق غارتیں موجود ہے ہے

”تم مذاق کر رہے ہو ٹام!

”ہرگز نہیں۔ کیا تم میرے ساتھ وہاں چل کر وہ خزانہ حاصل کرنا پسند کرو گے ہے؟

”ہاں۔ مگر کیسیں ہم غار کی بھول بھلیوں میں بجٹک نہ جائیں یہ۔

”نہیں۔ یہیں وہاں کوئی مشکل پیش نہیں آتے گی یہ۔

”بہت خوب۔ لیکن تم تھین کے ساتھ کیوں کر کہ سکتے ہو کہ وہ خزانہ غارتی میں موجود ہے؟

”محضے اس کا لیتھن ہے کہ ہم ضرور اُسے پالیں گے یہ۔

”اچھا، پھر ہمیں کب وہاں چلنا چاہیے یہ۔

”ابھی اور اسی وقت۔ تم اب خاصے تن درست و توانا ہو چکے ہو یہ۔

”کیا ہمیں غارتیں بہت دوڑتک جانا پڑے گا یہ میں میں چار دن تک بستر پر پڑا رہا ہوں۔

اور ایک میل سے زیادہ ہرگز آگے نہیں جاسکتا یہ۔

”اگر ہم غار کے دروازے سے اس جگہ پہنچیں تو وہ فاصلہ پانچ میل بنتا ہے لیکن میں نے اس جگہ پہنچنے کے لیے ایک مختصر ترین راستہ دریافت کیا ہے میں تھیں کشتی میں وہاں لے جاؤں گا۔

”پھر ہمیں فوراً روانہ ہو جانا چاہیے۔“

”ہمیں اپنے ساتھ کچھ ضروری چیزوں مثلاً چند چھوٹے تھیں، پینگ کی ڈور اور کھانے پینے کی کچھ چیزوں لے چلنا چاہیں۔ ماچیں تو ہمیں ضرور ساتھ لے جانی چاہیں۔ ان کی وہاں سب سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔“

اس سے پہلے دونوں لڑکوں نے ایک کشتی لی اور اُسے دریا میں چلاتے ہوئے غار کی سمت روانہ ہو گئے۔ جب دقصیے سے کئی میل دور غار کی حدود میں داخل ہو گئے تو ٹام نے کہا:

”تم وہ جگہ دیکھ رہے ہو بکھر جہاں چونے کی چیزیں دکھائی دے رہی ہیں۔ وہاں غار میں داخلے کا راستہ ہے جسے میں نے دریافت کیا ہے۔ ہم وہیں جا رہے ہیں۔“

اس جگہ پہنچ کر وہ کشتی سے اتر پڑے۔

”ہمیں ادشگاف واقع ہے جس میں سے میں باہر نکلا تھا۔ ذرا دیکھوں تم اُسے تلاش کر سکتے ہو یا نہیں؟“

ہب نے ادھر ادھر تلاش کیا مگر اُسے کوئی شگاف نہ دکھائی دیا۔ اس پر ٹام بڑے فخر سے اٹھلا تھا مگر ایک لمحتی جھاڑی کی طرف بڑھا اور اُسے ایک طرف ہٹا دیا۔

”ذرا دیکھو۔ یہ عام نظر والے کس خوبی سے پوشیدہ رہتا ہے؟“ اس نے کہا۔

”ہاں واقعی۔ قدرت کا یہ استسلام بھی خوب ہے۔“

دونوں لڑکے اس شگاف میں اتر گئے۔ ٹام آگے آگئے تھا۔ اس نے اپنی پینگ کی ڈور ایک چٹان سے باندھ دی اور گولے کو کھولتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ یوں ہی چلتے چلتے وہ نہیں تک جا پہنچے۔ اس جگہ پہنچتے ہی ٹام کے بدن میں کچکی سی دوڑگتی۔ اس نے تہب کو وہ جگہ دکھائی جہاں اس کی آخری نوم بتی جل کر ختم ہو گئی تھی اور وہ اور بیکی بڑی حرست سے اُسے

بُخْتے دیکھتے رہے تھے۔

پھر وہ اس جگہ سے نکلنے والے ایک دوسرے راستے پر ہوئے اور اس جگہ جا پہنچے جہاں لین ایک دم ہی ڈھلوان ہو جاتی تھی۔ مومن بیٹی کی روشنی میں اس کی گمراہی کچھ اتنی زیادہ دکھائی دیتی تھی۔

«اب میں تھیں ایک چیز دکھاؤں گا۔» ٹام نے مرگوشی میں کہا اور اپنی مومن بیٹی کچھ بلند کر لی۔  
دُور اس راستے کے موڑ تک فراہم کیھو۔ کیا تم اُسے دیکھ رہے ہو؟ وہ اس بڑی سی چُنان بر مومن بیٹی کے دھوئیں سے کچھ بنا ہوا ہے؟»

«ٹام وہ صلیب کا نشان بنा ہوا ہے۔»

«صلیب کے نشان کے نیچے۔ ہے نا؟ بھی انہن جو نے کہا تھا اور اسی جگہ میں نے اُسے مومن بیٹی لیے دیکھا تھا۔»

پک نے تھوڑی دیر صلیب کے اس نشان کو دیکھا۔ پھر کافی ہوئی آوازیں بولا:

«ٹام۔ چلو یہاں سے نکل چلیں۔»

«کیا؟ خزانے کو ہیں چھوڑ دیں؟»

«ہاں۔ چھوڑو اُسے۔ مجھے یقین ہے اس کے قریب یہی انہن جو کا بھوت موجود ہوگا۔»

«پھر گز نہیں۔ یہ اس جگہ ہوگا جہاں اس کی موت واقع ہوئی تھی۔ یہاں نہیں۔»

«نہیں ٹام۔ وہ خزانے کے قریب ہی موجود ہوگا۔ مجھے یقین ہے۔ میں بھوتوں کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔»

ٹام سوچنے لگا کہ شاید ٹک ٹھیک ہی کہہ رہا ہے لیکن جلد ہی اُسے ایک نیا خیال سمجھا دیا۔ «ہم بے وقوف ہیں پک۔ انہن جو کا بھوت ایسی جگہ پر ہرگز نہیں جاسکتا جہاں صلیب کا نشان بنा ہوا ہو۔»

”ادہ۔ میں نے یہ نہیں سوچا تھا۔ تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس جگہ صلیب کا نشان موجود ہے۔ آؤ، تم وہاں چلیں اور صندوق تلاش کریں۔“

ٹام نے آگے بڑھنے میں پسل کی۔ ہرک اس کے پیچے پیچے ہو لیا۔ جب وہ چنان کے قریب پہنچے تو انہیں وہاں ایک پرانا کمبل، ایک بیلٹ اور مرغی کی چند ڈیاں پڑی ہوئی دکھائی دیں۔ خزانے والا صندوق وہاں موجود نہ تھا۔

”اس نے کہا تھا۔“ صلیب کے نیچے یہ اس کا مطلب ہے صلیب کے نشان کے نیچے وہ صندوق موجود ہو گا۔ یہ اس چنان کے نیچے نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ یہ بڑی مضبوطی سے زمین میں گڑی ہوئی ہے؟“ ٹام نے کہا۔

انہوں نے اس صندوق کو اس چنان کے آس پاس دوراً درز دیکھ رہ جگہ تلاش کیا۔ مگر انہیں ناکامی ہوئی۔ وہ تھک کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اسی وقت ٹام کو کوئی چیز دکھائی دی۔

”ذرا دیکھنا پک۔ اس چنان کے ایک طرف قدموں کے نشانات اور مومن بُتی کے داغ دکھائی دے رہے ہیں۔ میرا خیال ہے وہ صندوق اس جگہ زمین میں دفن ہو گا۔ میں یہاں کھدائی کرتا ہوں۔“

”یہ خیال کچھ بُرانیں یہ ہے۔“

ٹام نے اپنی جیب سے چاقونکالا اور اس جگہ زمین کھودنی شروع کی۔ اس نے چاراً تھی تک، ہی کھدائی کی تھی کہ اس کا چاقو کسی چیز سے ٹکرایا۔

”بک۔“ کیا ٹام نے یہ آواز سنی؟

بک نے بھی اس جگہ مٹی کھودنی شروع کر دی۔ جلد ہی انہیں لکھری کے چند تنخے دکھائی دیے۔ انہوں نے تنخوں کو ہٹایا تو ان کے نیچے ایک سرنگ موجود تھی۔ ٹام اس سرنگ میں مومن بُتی یہے داخل ہو گیا اور اس کی روشنی میں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ بک بھی اس کے پیچے

یہ سچھے اس سرنگ میں داخل ہو گیا۔ وہ سرنگ تھوڑی دوڑتک بائیں جانب مڑتی تھی۔ پھر ایک دم ہی دائیں جانب مڑ جاتی تھی۔ موم بتاتی کی روشنی میں دونوں آہستہ آہستہ آگے بڑھتے رہے۔ پھر ٹام ایک دم رک گیا۔

” اورے مک! ذرا دیکھو تو یہ کیا ہے؟ ”

وہ خزانے والا صندوق ان سے کچھ فاصلے پر زمین پر ٹپا تھا۔ اس کے قریب ہی بارود کا خالی پیسا پر کھا تھا۔ دو بندوقیں، چند پُرانے جوتے اور کچھ بے کار قسم کی چیزیں بھی دہان بکھری پڑتی تھیں۔

” بالآخر ہم اُسے پانے میں کام یاب ہو ہی گئے ۔“ بک بولا۔ اس نے صندوق کا ڈھکن کھول کر اس میں سے چند سونے کے سکے نکال کر ہاتھ میں لے لیے۔ اب یہم دولت مند ہو گئے میں ٹام ۔“ مجھے یقین تھا ایک کہم ضرور اس خزانے کو پانے میں کام یاب ہو جائیں گے ۔ ٹام بولا۔ ” چلواب ہم اس صندوق کو یہاں سے نکالیں۔ ذرا دیکھیں میں اس صندوق کو اٹھا سکتا ہوں یا نہیں ۔“

وہ صندوق پچاس پونڈ کا تھا۔ ٹام اُسے ہلا تو سکتا تھا لیکن اٹھا نہیں سکتا تھا۔

” مجھے معلوم تھا کہ یہ صندوق خاصا بھاری ہو گا۔ اسی لیے میں چھوٹے چھوٹے تھیلے اپنے ساتھ لیتا آیا ہوں ۔“

انھوں نے جلد ہی سونے کے سکے ان تھیلوں میں بھر لیے اور انھیں سرنگ سے باہر لے آئے۔ ” اب ہمیں بندوقیں اور دوسری چیزیں بھی سرنگ سے نکال لانی چاہیے میں ۔“ بک بولا۔

” نہیں بک۔ انھیں دیں رہنے دو۔ ہم کبھی کبھار ان کے ساتھ چورپاہی کا کھیل کھیلنے یہاں آیا کریں گے۔ آواب یہاں سے چلیں۔ ہمیں یہاں بہت دیر ہو چکی ہے اور مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے ۔“

انہوں نے تھیلے اُنہا کرکشی میں لادے اور خود بھی کشتی میں سوار ہو گئے اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر ہوئی سورج غروب ہو گیا۔ جب وہ قبیسے کے قریب پہنچ کر کشتی سے اُترے تو اس وقت رات کا اندر ہیرا چھار ہاتھا۔

”ہمیں یہ تھیلے مسڑ ڈگلس کے لکڑیوں کے گودام میں چھپا دینے چاہیے،“ ٹام نے کہا ”ہم کل وہاں پہنچ کر آدھی آدھی رقم آپس میں بانٹ لیں گے۔ اس کے بعد ہم اُسے چھیننے کے لیے جنگل میں کوئی جگہ تلاش کریں گے۔ اچھا تم یہاں رکو میں جا کر مینی شیکر کی چھوٹی گھوڑا گاڑی لے آتا ہوں؟“ اتنا کہہ کر وہ چلا گیا اور تھوڑی ہی دیر میں گھوڑا گاڑی لیے آگیا۔ انہوں نے وہ تھیلے گاڑی میں رکھے۔ اور ان کے اوپر پھنسے پُرانے کپڑے ڈال دیے اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ جب وہ ولیش میں کے گھر کے قریب پہنچے تو وہاں وہ تھوڑی دیر کے لیے ستنا نے کو رک گئے۔ پھر جب وہ وہاں سے روانہ ہونے لگے تو ولیش میں اپنے گھر سے نکل کر ان کی طرف پیلا آیا۔ ”میلو۔ کون ہوتا ہوگا؟“ اس نے پوچھا۔

”پک اور ٹام سائز“

”بہت خوب۔ آؤ میرے ساتھ۔ سب لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ میں تمہاری گاڑی اندر لے آتا ہوں۔ کیا لدا ہوا ہے اس میں؟“

”پرانی دھاتوں کے ٹکڑے؟“

”میرا بھی یہی خیال تھا۔ تم لڑکے اسی طرح کی چیزیں بیچنے کے لیے تلاش کرتے پھر تھے۔ اچھا اب اندر چلو؟“

# مسنڈ گلس کے گھر

دونوں لڑکے یہ جاننا چاہتے تھے کہ آخر ولیش میں کو جلدی کس بات کی تھی۔

”اُسے رہنے دو۔“ ولیش میں بولا۔“ مسنڈ گلس کے گھر پل کر تھیں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔“ جب وہ مسنڈ گلس کے گھر پہنچنے تو انہوں نے وہاں خوب روشنیاں جعلتے دیکھیں۔ بڑی تعداد میں لوگ وہاں پہنچنے ہوتے تھے۔ تھیج خاندان، پارپر خاندان، راجرز خاندان، خالہ پولی، بیڈ، میری، گرجا کے پادری صاحب اور بنت سے لوگ وہاں آتے ہوتے تھے۔ وہ سب اپنے بھترین لباس پہنچنے ہوتے تھے۔ ٹام اور ہب ان کے درمیان پہنچ کر اپنے آپ کو بہت نادم اور پریشان سامحسوس کرنے لگے کیون کہ ان کے کپڑے بہت میلے کیچڑا اور مٹی میں لکھرے ہوئے تھے۔ ان پر جگہ جگہ موسم کے داغ دھتے بھی ٹپے ہوتے تھے۔

”میں ٹام کو لیئے اس کے گھر گیا تھا۔ لیکن یہ وہاں موجود نہیں تھا۔“ ولیش میں نے کہا۔ پھر مجھے یہ دونوں لڑکے اپنے گھر کے باہر مل گئے اور میں انھیں اپنے ساتھ ہیاں لے آیا۔

”یہ تم نے اچھا ہی کیا۔“ مسنڈ گلس بولیں۔ ”چلو ڈکو! میرے ساتھ آؤ۔“

وہ انھیں ساتھ لیے ایک کمرے میں آگئیں۔ یہ دیکھو۔ یہ تم دونوں کے کپڑے میں قمیص، موزے اور سب کچھ۔ تم نہاد ہو کر انھیں پہن لو۔ یہ ہب کے کپڑے ہیں۔ نہیں تھیں میرا شکریہ۔

ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ انھیں مسٹر جونز لائے ہیں اور ڈام یہ تمہارے کپڑے ہیں ان کا انتظام میں نے کیا ہے۔ اُمید ہے تم دونوں کو یہ کپڑے پورے آئیں گے۔ بس اب تم نہا دھو کر انھیں پین لو اور یہاں آ جاؤ۔ اتنا کہہ کرو وہ کمرے سے نکل گئیں۔

بک بولا۔ ”ٹام اگر تم کوئی رسمی تلاش کر لیں تو پھر اس جگہ سے نکل سکتے ہیں۔ اس کمرے کی کھڑکی زمین سے آتی اونچی نہیں ہے۔“

”تم یہاں سے کیوں بھاگنا چاہتے ہو بک؟“

”اس لیے کہ میں ایسے اجتماعوں کا عادی نہیں ہوں۔ میں ہرگز ان لوگوں میں والیں نہ جاؤں گا۔“

”بے دوقوف نہ بتو بک۔ تم ایسا بگز نہیں کرو گے۔ تم نہاد ہو کر یہ نئے کپڑے ہیں لو اور میرے ساتھ نیچے چلو۔ میں تمہارا خیال رکھوں گا۔“  
اسی وقت میڈ کمرے میں داخل ہو گیا۔

”ٹام۔“ اس نے کہا۔ ”خالہ ساری شام تمہارا انتظار کرتی رہی ہیں۔ میری نے تمہارے اتوار کے پہنچنے کے کپڑے تیار کر رکھے تھے۔ ہر کوئی تمہاری غیر حاضری سے پریشان تھا۔ کیا تمہارے کپڑوں پر کچھ اور مومن بھی ہوئی ہے؟“

”تمھیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہوتا چاہیے میڈ۔ تم اپنے کام سے کام کھو لیکن یہ سب کیا ہے؟ یہاں اتنی بڑی تعداد میں لوگ کیوں جمع ہیں؟“

”آج منزد گلس نے ولیش میں اور اس کے بیٹوں کے اعزاز میں پارٹی دی ہے کیوں کہ انھوں نے انھیں ان خطرناک آدمیوں سے بچایا تھا۔ ہاں میرے پاس تمھیں سنانے کے لیے ایک خبر ہے۔ اگر تم اُس سے سُننا چاہو؟“  
”کیسی خبر؟“

”بُوڑھے مسٹر جونز کے پاس ایک حیرت ناگ راز ہے جو وہ آج رات لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں۔ میں نے اس کے متعلق انھیں خالہ کے ساتھ بات کرتے سنا تھا۔ لیکن وہ راز کیلئے یہ میں نہیں جان سکا لیکن مسز ڈگلس اس کے بارے میں بخوبی جانتی ہیں۔ مسٹر جونز چاہتے تھے کہ اس راز کو ہک کی موجودگی میں بتایا جائے۔ اسی لیے وہ چاہتے تھے کہ ہک آج کی رات یہاں موجود ہوئے۔

”خیر دیکھیں گے کہ کیا بات ہے۔ اب تم جاؤ آرام سے اپنی جگہ پر جا کر بیٹھو۔ ہم ابھی تیار ہو کر نیچے آتے ہیں۔“

تھوڑی دیر بعد صہانوں کو کھانے کے کمرے میں لے جایا گیا۔ مسٹر جونز (ولیش مین) نے ایک تقریر کی جس میں انہوں نے اپنی اور اپنے بیٹوں کی عزت افزائی پر مسز ڈگلس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ایک شخص اور ہے جو ان سے بڑھ کر ان کی عزت افزائی کا مستحق ہے اور وہ شخص ہر کل بیری فن ہے۔ اس نے ان خطناک آدمیوں کا کارڈ ف کی پہاڑی تک تعاقب کیا تھا اور ان کی تامیں سن کر انھیں اور ان کے بیٹوں کو ان کے عزائم سے آگاہ کیا تھا۔ مسز ڈگلس نے اس مہربانی اور احسان پر ہک کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہک اب ان کے ساتھ رہا کرے گا۔ وہ اس کی اپنے بیٹے کی طرح پروردش کریں گی اور اسے اسکوں میں پڑھائیں گی اور تعلیم مکمل ہونے پر وہ اسے کاربار کرنے کے لیے ایک معقول رقم بھی دیں گی۔

اس پڑام ایک دم اپنی کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”ہک کو آپ کے پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں مسز ڈگلس۔“ اس نے کہا۔ ”وہ ایک بہت امیر کپر لڑکا ہے۔“

سب لوگ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔ ہم کہتا گیا۔ ”ہاں آپ لوگوں کو شاید میری بات کا یقین نہ آتے لیکن یہ حقیقت ہے ہک کے پاس بے شمار دولت موجود ہے۔ ذرا لہیریتے

میں ابھی اگر آپ کو دکھاتا ہوں ۔۔

اتنا کہہ کر ٹام دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ سب مہان حیران و پیشان سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ ٹام کیا کرنے والا تھا۔ وہ بک کی طرف دیکھنے لگے۔ مگر وہ بالکل خاموش بیٹھا تھا۔

پھر ٹام دو بھاری تھیلے لیے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے ان تھیلوں کو باری باری میز پر لٹ دیا۔ بڑے بڑے صونے کے سکے کھنکھناتے ہوئے میز پر ڈھیر ہو گئے۔

«اب بتائیے آپ کیا کہتے ہیں؟ یہ آدمی رقم بک کی ہے اور آدمی میری؟»

اتھی بڑی تعداد میں سونے کے سکے دیکھ کر وہاں موجود سب لوگوں کی آنکھیں جیرت سے پھٹکی پھٹکی رہ گئیں۔ پھر کسی نے ٹام سے کہا کہ وہ انھیں بتائے کہ اُسے اور بک کو سونے کے یہ سکے کہاں سے ملے۔ اس پر ٹام نے سب کو خزانے کی کہانی سنای۔

ان سکول کو جب گناہی قاودہ بارہ ہزار ڈالر کی رقم نکلی۔ اس میں آدمی رقم بک کے حصے میں آئی۔

اس دولت نے ٹام اور بک کی زندگیوں کو ہی بدل ڈالا۔ ان کی اس دولت کو فوراً ہی بینک میں جمع کروادیا گیا۔ تاکہ وہ وہاں محفوظ رہے اور منافع کی صورت میں بڑھتی رہے۔ دونوں لڑکوں کو خرچ کے لیے ہر ہفتے ایک ایک ڈالر ملنے لگا۔ آدھا ڈالر انھیں ہر اتوار کو ملتا تھا۔ اس زمانے میں ایک ڈالر کی رقم بہت ہوتی تھی۔ اس رقم میں ایک لڑکا اپنے لیے کچھ بیٹھا سکتا تھا۔ اپنے لیے کھانے پینے کی چیزوں خرید سکتا تھا اور اسکول بھی جا سکتا تھا۔

لیکن بک اپنی نئی زندگی سے کچھ زیادہ خوش نہ دکھائی دیتا تھا۔ وہ اب منزد گلس کے ہاں رہ رہا تھا۔ ان کے ملازم اُسے ہر دم صاف ستھرا رکھتے تھے۔ اس کے کچھ بہت صاف ستھرے اور اُجلے ہوتے تھے۔ اس کے بال سلیقے سے جھے ہوتے تھے اور ان میں کنگھی کی گئی

بُوتی تھی۔ وہ اب صاف سُتھری چادروں والے اُجلے بستر پر سوتا تھا۔ اُسے کھانا کھاتے وقت چھری کا نئے استعمال کرنے پڑتے تھے۔ وہ نیپکن، کپ اور پیٹ استعمال کرتا تھا۔ وہ لکھنا پڑھنا بھی سکھ رہا تھا اور گرجا بھی جارہا تھا۔ اُسے اپنا تلفظ بہتر بنانے کے لیے محنت کروائی جا رہی تھی۔ میں ہفتے تک وہ یہ سب کچھ برداشت کرتا رہا۔ پھر ایک دن وہ گھر سے بھاگ کھڑا ہوا۔

اس کی گم شدگی نے مسزڈ گھس کو پریشان کر کے رکھ دیا۔ لوگوں نے کپ کو گاؤں میں ہر جگہ تلاش کیا۔ مگر وہ انھیں کہیں نہ مل سکا۔ انھوں نے اس کی لاش کی تلاش میں دریا میں جال بھی ڈالے مگر انھیں کچھ نہ مل سکا۔ دو دن یوں ہی ہنگاموں اور پریشانیوں میں گزر گئے۔ تیرے دن صبح ٹاٹام نے ایک خالی عمارت کے عقب میں پڑے لکڑی کے ایک پیسے میں ہک کو سوتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس نے وہی پیٹھے پڑانے کپڑے پہننے ہوئے تھے۔ اُس نے جھنخوڑ کر اُسے جگایا اور اُسے پیسے سے باہر کھینچ نکالا اور اُسے بتایا کہ اس کی گم شدگی سے لوگ لکنے پریشان ہیں۔ ٹاٹام نے اس سے کہا کہ وہ گھر واپس چلا جائے۔

وہ اس کی بات نہ کرو ٹاٹام کسی گھر کی فضائی میں آس نہیں آ سکتی۔ گھر بیو زندگی گزارنا میرے بس کی بات نہیں۔ میں کبھی ایسی زندگی کا عادی نہیں رہا۔ مسزڈ گھس مجھ سے بہت اچھا سلوک کرتی ہیں۔ مجھ سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آتی ہیں۔ لیکن میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر صبح مجھے ایک مخصوص وقت پڑاٹھاتی ہیں۔ مجھے نہانے اور صاف سُتھرے کپڑے پہننے کو کہتی ہیں۔ وہ مجھے لکڑیوں کے گودام میں نہیں سوتے نہیں دیتیں۔ ان عمده اور نفیں کپڑیوں سے مجھے الجھن ہوتی ہے۔ انھیں پہننے ہوئے میں نہ زمین پر بیٹھ سکتا ہوں نہ لیٹ سکتا ہوں۔ نہ اچھل کو د سکتا ہوں۔ نہ گھاس پر ٹویں لگا سکتا ہوں۔ مجھے گرجا بھی جانا پڑتا ہے اور اس کام سے مجھے سخت نفرت ہے۔ مسزڈ گھس نے ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ وہ

وقت پر کھانا کھلاتی ہیں۔ وقت پر سُلّاتی ہیں۔ وقت پر اٹھاتی ہیں۔ میں یہ زندگی ہرگز پسند نہیں کرتا ٹام ۲۰

”لیکن ہر شخص اسی طرح ہی زندگی گزارتا ہے ہک ۲۰ ٹام بولا۔

”لیکن میں ہر شخص، نہیں۔ اس لیے میں ایسی زندگی پسند نہیں کر سکتا۔ اگر امیری اسی کو کہتے ہیں تو مجھے اس سے شدید نفرت ہے۔ میں ہرگز واپس نہ جاؤں گا۔ تم جا کر منزد گلس کو میری طرف سے یہ بتا دو۔“

”نہیں میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ ہرگز نہیں۔ یہ اچھی بات نہیں۔ تم کچھ دن اور منزد گلس کے گھر رہ کر تودیکھو۔ تم اس زندگی کے عادی ہو جاؤ گے۔“

”ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کبھی نہیں۔ کسی مکان میں رہنا میں نے کبھی پسند نہیں کیا میں خنکلوں۔ میں، دریا کے کناروں پر اور پیسوپ میں رہنا پسند کرتا ہوں۔ مجھے ایسی ہی آزادی اور نے فکری کی زندگی پسند ہے: جس میں کسی قسم کی پابندی نہ ہو۔“

ٹام نے تھوڑی دیر کے لیے کھسوچا۔ پھر بولا:

”ہک۔ ہم نے غار میں بندوقیں پڑی پائی تھیں۔ تھیں یاد ہے؟ ہم نے کھاتا کر ہم کبھی وہاں جا کر ان بندوقوں کے ساتھ چورپا ہی کا کھیل کھیلیں گے۔ ہم اب بھی وہاں جا سکتے ہیں اور وہ کھیل کھیل سکتے ہیں۔ امیری نے ہم سے ہماری آزادی نہیں چھپیں لی ہے۔ ہم وہاں جا کر ڈاکوؤں والا کھیل کھیلیں گے۔ ہم اپنے ساتھ جو ہار پر اور مین راجر ز کو بھی وہاں لے جائیں گے۔ کیوں کہ ڈاکوؤں کے گروہ ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ہک تم ہمارے گرد میں اس وقت تک شامل نہیں ہو سکو گے جب تک تم عزت دار نہیں بن جاتے۔“

”کیا واقعی تم یہ کھیل کھیلنے غار میں جاؤ گے؟ لیکن میں بھلا کیوں کر تمہارے ساتھ نہیں کھیل سکتا؟ تم مجھے قرآن تو بننے دو گے۔ ہے نا؟“

"ہاں وہ ایک مختلف بات ہے۔ ڈاکو قرآن سے ہر صورت میں بہتر ہوا کرتا ہے۔ بہت سے ملکوں میں بڑے بڑے معزز لوگ ڈاکو ہوا کرتے ہیں۔"

"تم ہمیشہ میرے بہت اچھے دوست رہے ہو ٹام۔ تم ایسا تو نہیں کر سکتے کہ مجھے اپنے گروہ میں شامل ہی نہ کرو۔"

"میں ایسا کرنا نہیں چاہتا اور نہ ہی کر سکوں گا۔ لیکن لوگ کیا کہیں گے؟ وہ کہیں گے۔" ہمود۔ ٹام ساتر کا گروہ۔ اس نے اس میں بہت کھٹیا لوگ جمع کر کھے ہیں، اور اس سے مراد قم ہو گے اور ظاہر ہے یہ بات نہ تم پسند کرو گے نہ میں۔"

بک تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ پھر بولا:

"اچھا۔ تو پھر میں مسزڈ گلس کے گھر جاتا ہوں۔ پھر تو تم مجھے اپنے گروہ میں شامل کرلو گے ناٹام؟"

"ہاں ضرور۔ اُو، تم مسزڈ گلس کے پاس چلیں۔ میں اُن سے کہوں گا کہ وہ تمہارے معاملے میں زیادہ سختی نہ بڑنا کریں۔"

"پھر تو بہت اچھا رہے گا۔ ان کا سلوک میرے ساتھ خاصاً نرم ہو جائے گا۔ پھر میں رفتہ رفتہ اس نئی زندگی کو پسند بھی کرنے لگوں گا اور اس کا عادی بھی ہو جاؤں گا۔ ہاں پھر تم کب اپنا گروہ بناؤ گے؟"

"اکھی اور اسی وقت ہم لڑکوں کو اکٹھا کریں گے۔ پھر آج رات حلف برداری کی رسم ہو گی۔ ہم ایک دوسرے سے عمد کریں گے کہ ہم کسی بھی حالت میں ایک دوسرے کا ساتھ نہ پھوڑیں گے اور گروہ کے راز کبھی کسی کو نہ بتائیں گے۔ چاہے ہمارے جسمیوں کے لئے مکڑے بیکھڑے کیوں نہ کر دیے جائیں۔ اور اگر ہم تین سے کسی کو بھی کسی نے ستایا تو ہم اسے اس کے خاندان سمجھتے قتل کر دیں گے۔"

”یہ بہت اچھا ہے ٹام۔“

”یہ رسمی حلف برداری آج آدھی رات کو اس آئیب زدہ گھر میں انجام پائے گی۔ اس میں ہر ایک کو ایک تابوت کے سامنے کھڑے ہو کر حلف اٹھانا ہو گا اور عہد نامہ پر اپنے خون سے دستخط کرنے ہوں گے۔“

”ہاں یہ باہکل ٹھیک رہے گا۔ قزاق بننے سے تو ڈاکونا ہر طرح سے بہتر ہے۔ اب میں کبھی مسزد ٹگس کے گھر سے نہیں بھاگوں گا بلکہ مرتنے دم تک وہیں رہوں گا۔ اگر میں ایک اچھا ڈاکون گیا اور لوگوں میں مشہور ہو گیا تو مسزد ٹگس مجھ پر فخر کیا کریں گی۔ کیوں کہ انہوں نے مجھے کوڑے کے ڈھیر سے اٹھا کر اپنے گھر میں پناہ دی ہے۔“

نومنالوں کے لیے حکیم محمد سعید کا ایک دلچسپ سفرنامہ



جب بنگلہ دیش مشرقی پاکستان تھا۔ ہمدرد کی خدمات کا اعتراف۔ —  
حکیم محمد سعید کا ڈھا کا میں والہانہ استقبال۔ مختلف انداز میں لوگوں کی محبت  
کا اظہار۔ صدر بنگلہ دیش نے نشان بنگلہ دیش پیش کیا۔ ہمدرد کے لیے  
شونار گاؤں میں دس ایکڑ رقبے پر ہمدرد اسٹیٹ کے قیام کا منصوبہ۔

قیمت: ۲۵ روپے



ترجمہ متولیہ قاضی

امیروں کو لوٹ کر غربیوں کی مدد کرنے والے ایک نوجوان کی کہانی جو ماہر ترین اندوز  
اور لڑاکو تھا۔ اس نے جنگل میں اپنی پناہ گاہ بننا رکھی تھی۔ قیمت: ۱۰ روپے



ترجمہ: شیمیم وحید

جانوروں کو حیوان کہا جاتا ہے لیکن انسان بھی کبھی کبھی حیوانوں سے بدتر ہو جاتے ہیں  
یہ ایسے ہی دو انسانوں کی کہانی ہے جو جانوروں کی نظر وہ میں حیوانوں سے بدتر ہوئے  
رنگین یا تصویر کہانی قیمت: ۱۲ روپے

# سائنس اور معلومات

لہارے عظیم سائنس دان

فہرست: پنجم حکیم محمد سعید  
تیرو عظیم مسلمان سائنس دالوں کے حالت زندگی اور کارناموں پر با تصویر، خوب صورت اور  
معلوماتی کرتا ہے۔

کیمیو ٹسٹو کتبہ  
حکیم فیض نجم زندگی زیبیری  
کیمیو ٹسٹو نے معلومات پر طرح حاصل ہوتی ہے۔ یہ کسی کسی میدان میں استعمال ہو رہا ہے اور  
یقیناً ہدایات کے متابiq کام کرتا ہے؛ یہ سب باتیں اس کتاب میں بلیں گی۔ زیگن، با تصویر  
ڈریٹر ایڈیشن۔

دنیا کے نئے بحاجات

علیٰ ناصر زیدی  
سورج کے گرد گھونمنے والے سیاروں کے بارے میں تفصیلی معلومات۔ نئی ایجادات اور  
مصنوعی سیاروں کے بارے میں معلومات مضافیں۔ سائنس کے طالب علموں کے لیے ایک تخفیف تیکت ۲۵%

کیمیا کی کہانی

علیم کیمیا کیا ہے۔ کیسے وجود میں آیا۔ اس نے کیسے ترقی کی اور کن محققوں نے اسے آگے  
برڑھایا۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے۔

سائنس کی دنیا

فہرست: اللہ بن احمد  
ایک معلوماتی کتاب جس میں ساز و آواز، حرارت اور توانائی، بجلی اور مقاومیں اور سیاروں کے  
بارے میں مفید باتیں بحکایتی گئی ہیں۔

## دُعَاءُ سَعِيدٍ

رب اعلا رب اکبر علم کی دولت ہم کو طاکر  
علم کو سو عام کریں ہم روشن اپنا نام کریں

رب زدنی علما رب زدنی علما

صحت سب سے اچھی دولت ہم کو ملے یہ سچی دولت  
نیک عمل کی رغبت دیدے پیارے نبی کی اُفت دیدے

رب زدنی علما رب زدنی علما

عزت سے تو رہنا سکھا دے جو سچ ہو وہ کہنا سکھا دے  
دنیا عقی روش کر دے دل میں محبت اپنی بھر دے

رب زدنی علما رب زدنی علما

اپنے دین ایمان کا پرچم اوپنجا پاکستان کا پرچم  
اوپنجا پاکستان کا پرچم اوپنجا پاکستان کا پرچم

رب زدنی علما رب زدنی علما



پھول جی مسکراتے اپنے ساتھ بیماریں لائے

# نو نہال

## ہمدرد گرائیپ وائر

نو نہال کی صحت مند پر درش میں مادوں کا معادن



مکانیکی طرز کی  
کھانے کی اعلیٰ سائنس اور ثقافت  
کا عالمی منظر  
آپ ہمدد ہیں۔ جس کے  
غیر ہے ہیں، جائز نہیں ہیں اور قوای شہر دنار کی  
تعمیر میں لگے ہیں۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی سرکب ہیں۔

